روحانیات ابن عربیؒ
1ء

اللہ

(مختصر تذکرہ)

شیخ اکبر محی الدین حضرت الامام محی الدین سیدنا،
ابی عبداللہ محمد بن علی الاندلسی الحاتمی ابن عربی قدس اللہ سرہٗ

مدارجِ ابن عربیؒ

مرتبہ

صوفی حافظ مشتاق احمد عباسی روحانی

ناشر.

اداره صدیقیه

نزد حسین ڈی سلوا بلڈنگز گارڈن ویسٹ کراچی۔
پی او بکس 74550

Digitized by : Ibn Arabi Foundation

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

آغاز

الحمد للہ العظیم الکریم الجلیل۔ احقر مشتاق احمد عباسی عرض پرداز ہے کہ الامام العارف المحقق المدقق الشیخ الاکبر محی الدین ابن عربی حاتمی طائی اُندلسی المتوفی ربیع الآخر ۶۳۸ھ ۱۲۴۰ء انا للہ و انا الیہ راجعون ط

بحرِ روحانیت کے غواص عقیدہ وحدت الوجود کے امام و مقتدا علم حقائق و روحانیت کے بحرِ ناپیدا کنار از سر تا پا سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم الفاً بعدَ الفٍ الیٰ ما لا نہایۃ لہٗ سے سرشار تھے۔ آپ علوم شریعت و حقیقت و معرفت کے بحرِ اعظم تھے۔ اللہ تعالیٰ نے شریعت اور معرفت روحانیت و عالم غیب کے وہ اسرار و رموز منکشف فرمائے کہ آپ آیۃً من آیات اللہ بن گئے۔ ایسا لگتا ہے کہ غیب کے جہانِ غیب کی اسکرین آپ کے سامنے کر دی گئی اور القائے رُوح القدس سے آپ اسرار و رموزِ الٰہیہ و عالم غیب دیکھتے گئے اور بولتے و لکھتے گئے۔

آج کے سائنسی انکشافات کے دور میں بہت سی جدید تحقیقات کے نتیجے میں اختراعات و ایجادات کے علوم بہت پہلے اللہ نے آپ پر کھول دیئے تھے۔

ع بینی خود اندر علوم انبیاء
بے کتاب بے معید و اوستا

امام ابن عربیؒ کے علوم و اسرار باطنیہ کو کما حقہ شاید ہی کوئی سمجھ

Digitized by : Ibn Arabi Foundation

سکا ہو۔ جب وہ تنزّلات الٰہیہ پر کلام فرماتے ہیں تو لگتا ہے کہ وہ مکان وزمان ٹائم اینڈ اسپیس کی قیود سے نکل کر ہمہ تن ہمہ اوست کے مکان میں ہیں۔ میرے خیال میں ہمہ اوست کا مقام ابن عربیؒ یا ان ہی جیسے قُدسی حضرات کیلئے ہے۔ اسی طرح جب وہ ارواح، اَمثال، اعراض، جواہر، ممکنات مشاہدہ، اعیان ملائکہ وغیرہ پر کلام فرماتے ہیں تو لگتا ہے کہ وہ خود معاینہ ومشاہدہ محاضرہ، کے مقام پر ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ مجھ سے طالب علم کا امام اعظم واجل حضرت ابن عربیؒ پر کچھ لکھنا ان کے علوم کی ناقدری وتوہین اور سورج کو چراغ دکھانے کے مترادف ہے۔

امام ابن عربیؒ کی کتابوں اور علوم کو جب میں پڑھتا ہوں تو بہت کچھ پڑھنے کے بعد بھی بہت ہی کم سمجھتا ہوں مگر جو سمجھتا ہوں تو اس کو اللہ کریم کی نعمت عظیمہ سمجھتا ہوں کہ اس عظیم الٰہی شخصیت سے روحانی نسبت تو اللہ کریم نے قائم فرمادی ہے۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ

امام ابن عربیؒ کے علومِ الٰہیہ اسرار روحانیہ کے بحر زخار میں سے قیامت تک روحانیت ومحبت ومعرفت الٰہیہ کے مشتاقوں کو آبِ حیات کے قطرے ملتے رہیں گے۔ اور امام ابن عربی کے بحرِ ناپیدا کنار کی حدود مزید وسعت در وسعت باقی رہیں گی جب ان کا نظریہ ہی وحدت الوجود ہمہ اوست ہے تو قطرہ سمندر سے مل کر قطرہ نہیں رہتا بلکہ وہ سمندر شمار ہوتا ہے۔ اسی طرح جس خوش قسمت سعادتمند انسان پر علوم ومعارف اسرار الٰہیہ کے روزن کھل جائیں اس کے کشف والہام والقاء کے علوم حضوریہ مشہودیہ کشفیہ کی بھی انتہا نہیں رہتی۔

Digitized by : Ibn Arabi Foundation

یہ میری انتہائی سعادت ہے کہ امام ابن عربیؒ جیسی جلیل القدر عظیم الوسع شخصیّت پر اور ان کے علوم وہبی کشفی الہامی القائی الٰہی رُوحانی عرفانی پر کچھ پیش کر رہا ہوں۔ جو کچھ میں پیش کر رہا ہوں یہ بھی سب اکابر اعاظم الٰہی شخصیات کی محنتوں عرق ریزیوں کی خوشہ چینی واقتباس ہے۔ اللہ کریم ہم سب کو اپنی برگزیدہ مقبول شخصیات کے ساتھ وابستگی وقدر دانی اور ان کے خالص الہامی وہبی الٰہی روحانی کونی علوم قرآنیہ نبویہؐ میں سے کچھ ذرّے کچھ قطرے کچھ شمّے عطا فرما دے۔ آمین،

بِحُرمَةِ نَبِیِّ الرَّحْمَانِیِّ وَرُوحَانِیِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

Digitized by : Ibn Arabi Foundation

تذکرہ و حالات ابن عربیؒ

ولادت نام ونسب

حضرت شیخ محی الدین ابن عربی قدس سرہ کا اصلی نام ابوبکر محمد بن علی بن محمد بن احمد بن عبداللہ طائی حاتمی اندلسی ہے والد کا اسم مبارک علیؒ بن ابن محمد ہے حضرت شیخ محی الدین ابن عربیؒ ۵۶۰ھ میں دوشنبہ کی رات کو جو سترھویں رمضان کی تھی شہر مرلیسہ میں پیدا ہوئے اور مرلیسہ اندلس کے علاقہ میں ایک ملک ہے۔ اٹھتر سال سات مہینے نو دن آپ نے اس دار فانی میں قیام فرماکر انتقال کیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

حضرت محی الدین ابن عربیؒ اپنے وقت کے علماء میں یکتا تھے۔ شروع زمانہ میں آپکو علم حدیث اور تفسیر سے بہت شوق تھا۔ ایک بہت بڑی تفسیر آپ نے لکھی ہے جسکی ۹۵ جلدیں ہیں اور اس میں سولھویں پارہ کی اس آیت تک پہونچی ہیں وَعَلَّمْنٰہُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا اس تفسیر کے علاوہ اور کئی تفسیریں آپ کی ہیں۔ فن حدیث میں بھی آپ کی تصانیف بکثرت ہیں شریعت ظاہریہ کے آپ بہت بڑے پابند تھے چنانچہ فصوص الحکم کے مقدمہ میں آپ نے اس کو اپنے قول سے ثابت فرمادیا ہے۔

عبدالوہاب شعرانی لکھتے ہیں کہ شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کتاب و سنّت کے پابند تھے اور فرماتے تھے کہ جس نے ایک لحظہ بھی شریعت چھوڑدی وہ ہلاک ہوگیا۔

Digitized by : Ibn Arabi Foundation

امام ابن عربیؒ اور خواجہ شہاب الدین سہروردیؒ میں ملاقات

نقل ہے کہ ایک بار حضرت محی الدینؒ ابن عربی کی شہاب الدین سہروردی علیہما الرحمہ سے پہلی پہلی ملاقات ہوئی۔ اور بغیر تکلم و تکلیم کے دونوں حضرات علیحدہ ہو گئے۔ اور مجرد دیکھنے ہی سے دونوں میں رابطہ قلبی بہت بڑھ گیا۔ لوگوں نے حضرت شہاب الدین سہروردیؒ سے پوچھا کہ حضرت یہ کیسے تھے آپ نے فرمایا کہ یہ علم حقایق کے دریائے ناپید اکنار ہیں اور انکا علم و فضل انکے بشرہ اور انکی آنکھوں سے ظاہر ہے زبان سے کہنے کی حاجت نہیں ہے اور جب شیخ اکبرؒ سے لوگوں نے حضرت شہاب الدینؒ سہروردی کا حال پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ یہ از سرتاپا سنّت نبویؐ اور عادات احمدیؐ سے بھرے ہوئے ہیں۔

امام عقیدہ وحدت الوجود

حضرت شیخ اکبرؒ وحدت الوجود کہنے والوں کے امام اور مقتدا ہیں اور فقہا و ظاہر اور علماء ظاہر پرست نے ان پر بہت کچھ طعن و تشنیع کی ہے اور فقیہوں کی تھوڑی جماعت نے ان کو مانا ہے اور صوفیوں نے آپ کی بہت کچھ تعظیم و تکریم کی ہے اور آپ کے کلام کی بہت مدحیں کی ہیں اور آپکو علوم مرتبہ سے لوگوں نے بالاتفاق موصوف کیا ہے اور اس قدر آپ کے کرامات اور خرق عادات ہیں کہ اُن کے لکھنے سے کتاب حجیم اور ضخیم ہو جا سکتی ہے۔ آپ کے عربی زبان میں بہت پُر مغز اور پاکیزہ اشعار ہیں اور آپ کے حالات عجیب و غریب ہیں اور آپ کے تصنیفات بہت ہیں۔ بغداد کے ایک مشائخ نے آپ کے حالات کو ضبط کیا ہے اس میں مذکور ہے کہ آپ کے

Digitized by : Ibn Arabi Foundation

تصانیف ۵۰۰ سے زیادہ ہیں۔

امام الموحدین علم سے عین تک

مشائخ صوفیہ انکو امام الموحدین لکھتے ہیں۔ آپ حضرت شیخ صدرالدینؒ کے بڑے جان نثار تھے اور ان سے اس طور سے ملے کہ ایک بار شیخ اکبرؒ عنفوان شباب میں گھوڑے پر سوار چلے جاتے تھے۔ اور اس طرف سے شیخ صدرالدین چلے آتے تھے۔ جب انہوں نے انکو پہلی بار دیکھا تو کچھ پریشان ہو گئے پھر شیخ نے باگ روک لی۔ شیخ صدرالدینؒ نے پوچھا کہ مِنْ اِلٰی اَیْنَ وَ مَا الْحَاصِلُ فِی الْبَیْنِ یعنی کہاں سے آتے ہو اور کہاں جاؤ گے۔ اور درمیان میں کیا حاصل ہے شیخ اکبرؒ نے فی البدیہ کہا کہ مِنَ الْعِلْمِ اِلَی الْعَیْنِ لِتَحْصِیْلِ الطَّرَفَیْنِ یعنی علم سے آتا ہوں اور عین تک جاتا ہوں تاکہ دونوں طرف حاصل ہوں۔ جب حاسدین آپکی شان میں طعن و تشنیع کرتے تو حضرت صدرالدین علیہ الرحمہ فرماتے تھے کہ آپ کے طعن و تشنیع سے میں نہایت ہی شرمندہ ہوتا ہوں۔ شیخ اکبرؒ فرماتے ہیں کہ تم شرم نہ کرو بلکہ تم بھی کوشش کرو کہ ان سے قطع تعلق ہو اور اپنے معدن سے ملو۔

ابن عربیؒ کے مجاہدات ریاضتیں

عبدالوہاب شعرانی آپ کے تذکرہ میں لکھتے ہیں کہ ملک مغرب میں بادشاہ کے نزدیک یہ نہایت معزز اور صاحب وقعت تھے۔ یک بیک توفیق الٰہی انکو آئی اور اسی وقت آپ جنگل کی طرف روانہ ہوئے اور ایک قبر میں مدتوں ٹھہرے رہے جب قبر سے آپ نکلے تو علوم آپ کی زبان سے جاری تھے پھر برابر سیاحت کرتے رہے

Digitized by : Ibn Arabi Foundation

اور ہر شہر میں حکم الٰہی سے چندے مقیم ہوتے تھے اور جب وہاں سے کوچ کرتے تو وہاں کے تصنیفات کو وہیں چھوڑتے فتوحات مکی سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کا مکان حلب میں بھی تھا۔ اور فصوص کے ایک فقرہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ قرطبہ میں آپ بہت رہے اور انبیاء علیہم السّلام سے انکو وہیں ملاقات ہوئی اور حضرت صالح علیہ السّلام سے علمی استفادہ اسی مقام میں حاصل کیا اور شریعت کے مخالفین سے کبھی آپ بخوشی نہیں ملتے تھے۔ اور جس کلام کو انکے لوگ نہیں سمجھتے ہیں وہ ان کی رفعت و منزلت کے سبب سے ہے ہر شخص ان کے برابر کہاں ہو سکتا ہے۔ اور جو کلام کہ شریعت اور مذہب جمہور کے خلاف ہے تو وہ جعلی اور بنائی ہوئی باتیں ہیں حساد نے رشک سے بڑھایا ہے تاکہ لوگوں کو ان سے فسخ عقیدت ہو۔

ابن عربیؒ پر الزامات کی حقیقت

عبدالوہاب شعرانی فرماتے ہیں کہ جب میں ابوطاہر مغربی نزیل مکہ سے ملا تو انہوں نے مجھ سے ایسی کہا اور مجھ کو فتوحات مکی کا وہ نسخہ دکھایا جس کا مقابلہ خود شیخ کے ہاتھ سے لکھے ہوئے نسخہ سے ہوا تھا اور شیخ اکبرؒ نے اسکو شہر قونیہ میں لکھا تھا تو میں نے اس میں ان عبارتوں کو نہیں دیکھا جنمیں توقف کرتا تھا۔ پھر میں نے اپنے فتوحات سے ان سب عبارتوں کو نکال دیا ایسے ہی ملحدوں نے حضرت احمد حنبلؒ کے مرض الموت میں ان کے تکیہ کے نیچے جھوٹے عقائد لکھ کر رکھدیئے تھے لیکن لوگوں کو آپ کے عقائد معلوم ہوئے تھے اس واسطے اس سے فتنہ نہیں پڑے اور اس کے جعلی ہونے پر یقین کر لیے۔

ایسے ہی لوگوں نے شیخ الاسلام مجدالدّین فیروز آبادی صاحب

Digitized by : Ibn Arabi Foundation

قاموس کے نام سے ابو حنیفہ رحمۃ اللہ پر طعن و تشنیع لکھ کر حضرت ابو بکر خیاط یمنی بغوی کے پاس بھیج دیئے جب انہوں نے اسکو دیکھا تو ایک خط فیروز آبادی کے پاس ملامت سے بھرا ہوا لکھا۔ جب یہ خط فیروز آبادی کو پہنچا تو انہوں نے نہایت تعجب کیا اور جواب میں لکھا کہ اگر وہ کتاب تمہارے ہاتھ میں ہو تو فوراً اسے جلا ڈالو کیونکہ وہ میرے نام سے جعلی لکھی گئی ہے اور دشمنوں کا یہ افترا ہے کیا آپ نہیں جانتے ہیں کہ میں امام صاحب کا بڑا معتقد ہوں اور میں نے ان کے مناقب میں ایک کتاب لکھی ہے۔

ایسے ہی لوگوں نے امام غزالی رحمۃ اللہ کے احیاء العلوم میں چند جھوٹے مسئلے لکھ دیئے جب اس نسخہ کو قاضی عیاض نے پایا تو سب کے جلانے کا حکم دیا۔

عبدالوہاب شعرانی فرماتے ہیں کہ ایسے ہی لوگوں نے میری کتاب بحر المورود میں جھوٹے مسائل لکھ کر تین سال تک مصر اور مکہ میں اشاعت کرتے رہے۔ اور میں واللہ ان سب سے بری تھا۔ پھر جب میں نے مصر اور مکہ کے علماء کے پاس اپنے ہاتھ کی لکھی ہوئی کتاب بھیجی تو یہ فتنہ فرو ہوا۔ اَللّٰهُمَّ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَہٗ۔

ان واقعات کے لکھنے سے مطلب یہ ہے کہ دشمن ہمیشہ در پے ہوتے ہیں۔ چنانچہ ہمارا ہی واقعہ ایسا ہوا ہے اور میں نے اپنے معاصرین کو بچشم خود دیکھا ہے کہ انہوں نے میرے ساتھ کیا کیا ہے۔ ایسے ہی ممکن ہے کہ دشمنوں نے شیخ کی کتاب میں جھوٹی عبارتیں لکھ دی ہوں جو شیخ اکبرؒ سے نہ ہوں تاکہ لوگوں پر ثابت ہو جاوے کہ شیخ اکبر شریعت کی مخالفت کرتے تھے۔ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا يَصِفُوْنَ۔

Digitized by : Ibn Arabi Foundation

فضلاء اکابر ظاہر و باطن ابن عربیؒ کے ثنا خوان

اور فضلاء اکابر ظاہر و باطن ان کے بہت ہی ثنا خوان ہیں۔ شیخ مجد الدین فیروز آبادی اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ مجھ کو آج تک نہیں معلوم ہوا کہ کوئی شخص علم شریعت اور حقیقت میں محی الدین ابن عربیؒ شیخ اکبر کے مبلغ علم کو پہنچا ہے۔ اور یہ ان کے نہایت معتقد تھے اور ان کے منکروں سے ہمیشہ انکار کرتے تھے اور یہ کہتے ہیں کہ فضلاء شیخ کے عقائد پر جوق جوق چلے آتے ہیں اور شیخ کی تصانیف کے لکھوانے میں لوگ بے دریغ اشرفیاں خرچ کرتے ہیں اور یہ حالت جیسے کہ شیخ کی حیات میں تھی ویسی ہی بعد ممات کے بھی جاری ہے۔

ابن عربیؒ کی کتب میں تحریف

ایک شخص نامی جمال الدین ابن الخیاط یمن کا رہنے والا چند مسائل کو لکھ کر بلاد اسلام میں بھیجا اور کہا کہ یہ عقائد محی الدینؒ ابن عربی کے ہیں۔ اس میں آپ لوگوں کی کیا رائے ہے اور اس میں اس نے بہت لغو مسائل لکھے تھے جس کے نص کا قرآن یا حدیث یا اجماع مسلمین سے کہیں پتا نہ تھا۔ علماء نے لکھا کہ معلوم نہیں کہ کس کے عقائد ہیں شیخ کے ہیں۔ یا کسی دوسرے کے خیر جو اس کا کہنے والا ہو اچھا نہیں ہے اور یہ عقائد بُرے اور بے اصل ہیں۔ اور اس کے کہنے والے پر علماء نے بہت ہی طعن و تشنیع کی فیروز آبادی فرماتے ہیں کہ شیخ اکبرؒ ان لغو عقائد سے پاک ہیں۔

مجھکو نہیں معلوم کہ ابن الخیاط نے شیخ کے کلام سے ان کے خلاف سمجھا تھا وَاللہُ اَعْلَمُ بِحَقِیْقَۃِ الْحَالِ لیکن میری تحقیق اور میرا دین اور میرا قول یہ ہے کہ محی الدین ابن عربیؒ طریقت کے علماً اور حالاً امام تھے اور عرفاً

Digitized by : Ibn Arabi Foundation

اور اصلاً تحقیقات میں شیخ تھے اور عارفوں کے علم کو یہ فعلاً اور اسماً زندہ کرنیوالے تھے اور جب کسی شخص کی فکر انکی بزرگی اور بلند پائیگی میں اگرچہ تھوڑی ہے ۔ پس وبیش کرے تو وہ ڈوب گیا کیونکہ وہ ایک ایسے دریا ہیں جسمیں ڈول کبھی مکدر نہیں ہوتا ہے اور ایسے ابر ہیں کہ کسی ستارہ کے طلوع اور غروب سے وہ رک نہیں سکتے اور ان کی بددعا یا دعا ساتوں آسمان وزمین کو پھاڑ کر اثر کرسکتی ہے اور تمام آفاق کے موجودات ان کی برکات سے مستفیض اور معترف ہیں اور وہ بیشک ہماری تعریف سے بڑھے ہوئے ہیں اور ہمارے قلم سے اُن کے اوصاف کبھی نہیں لکھے جاسکتے ہیں اور میرا گمان غالب یہ ہے کہ میں نے اس تعریف سے ان کے بارے میں کچھ بھی انصاف نہیں کیا ۔

وَمَا عَلَیَّ اِذَا مَا قُلْتُ مُعْتَقَدِیْ	اور مجھ کو نہیں سزاوار ہے کہ میں انکا اپنا اہم
دَعِ الْجَهُوْلَ یَظُنُّ الْجَهْلَ	عقیدہ یا ہمپایہ خیال کروں اُن جاہلوں کو
عَدُوَانًا وَاللّٰهِ وَاللّٰهِ	چھوڑ دو یہ جہل سے انکو مخاصم گمان کرتے ہیں قسم
وَاللّٰهِ الْعَظِیْمِ وَمَنْ اَقَامَهٗ	اللہ کی قسم ہے اللہ بزرگ کی اور اس ذات کی
حُجَّةً لِلدِّیْنِ بُرْهَانًا	جس نے محی الدین عربی رح کو دین کا حجت اور برہان
اِنَّ الَّذِیْ قُلْتُ بَعْضٌ	بنایا ہے کہ جو کچھ کہ میں نے انکی مدح وثنا
مِنْ مَنَاقِبِهٖ مَا زِدْتُ	بیان کی ہے ۔
اِلَّا عَلَی الّذِیْ زِدْتُ نُقْصَانًا	اس سے میں نے انکی عظمت نہ بڑھائی شاید میری تعریف سے انکی منقصت نہ ہوئی ہو ۔

ابن عربی رح کی تصنیفات دریائے ذخّار

حضرت فیروز آبادی رح فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ اکبر رح

Digitized by : Ibn Arabi Foundation

کی تصنیفات دریائے ذخار ہیں کسی نے ایسے رموز اور مفید مطالب نہیں بیان کئے ہیں اور آپ کی تصنیفات کا خاصہ یہ ہے کہ جس کسی کو آپکی کتابوں کا زیادہ مشغلہ رہتا ہے تو اس سے علم کے دقیق مسئلہ اور فنون کے مشکل سوالات حل ہو جاتے ہیں اور یہ بات کبھی کسی دوسرے کی تصنیفات میں نہیں پائی جاتی ہے حضرت مجدالدینؒ فرماتے ہیں کہ یہ کہنا کہ شیخ رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیفات کا پڑھنا اور پڑھانا جائز نہیں ہے کفر ہے کیونکہ وہ اپنے فہم ناقص سے کتاب و سنت کے مطالب کا انکار کرتے ہیں۔ ایک بار لوگوں نے میرے سامنے ایک سوال پیش کیا اسکی صورت یہ تھی کہ وہ کتابیں جو شیخ محی الدینؒ ابن عربی کی طرف منسوب ہیں جیسے فصوص اور فتوحات وغیرہ ہیں۔ کیا ان کا پڑھنا پڑھانا صحیح ہے یا نہیں؟ اور کیا یہ کتابیں شیخ سے سُنی اور پڑھی گئیں ہیں یا نہیں یہ جواب دیا کہ ہاں یہ کتابیں شیخ سے پڑھی بھی گئی ہیں اور سُنی بھی گئی ہیں اور حافظ بزرلی وغیرہ نے ان کو خود شیخ اکبرؒ سے پڑھا ہے اور میں نے شہر قونیہ میں فتوحات مکیہ پر خود شیخ کے ہاتھ سے اجازت لکھی ہوئی دیکھی ہے۔

ابن عربیؒ کی کتب پڑھنے کے فوائد

اور علماء اور محدثین سے ہر طبقہ میں شیخ کی کتابوں کو پڑھتے آئے ہیں اور شیخ اکبرؒ کی کتابوں کا مطالعہ کرنا اللہ تعالیٰ سے قربت حاصل کرنا ہے اور جو کوئی اور کچھ کہتے ہیں تو وہ نادان ہیں۔ راہ راست سے بھٹکے ہوتے ہیں کیونکہ شیخ اکبرؒ اپنے زمانہ میں ولایت عظمیٰ اور صدیقیت کبریٰ کے مالک تھے اور شیخ اکبرؒ کے بارہ میں میرا دین اور میرا عقیدہ مخالفوں کے خلاف میں ہے۔ ان مخالفوں سے اللہ ناخوش ہے۔ اس

Digitized by : Ibn Arabi Foundation

واسطے اتنے بڑے فائدے سے انکو محروم رکھتا ہے اوران لوگوں کا یہ بہتان اور افترا ہے کہ شیخ کے کلام کو خلاف شریعت کہتے ہیں ۔ ورنہ آپ کا مرتبہ اور تجربہ علمی مخالفت کا کبھی مقتضی نہیں ہے حاشا وکلا کبھی یہ بات نہیں ہے اور محی الدین ابن عربی رح کبھی اس رسول ص کی مخالفت نہیں کر سکتے ہیں جنہوں نے اپنی شریعت غرّا کا آپ کو امین اور راز دار بنایا ہے اور جس نے شیخ انکار کیا تو وہ نہایت پُرخطر واقعات اور عبرتناک حالات میں مبتلا ہوا انتہی حضرت شیخ ابوبکر خوانی رحمۃ اللہ سے منقول ہے کہ اوائل میں فصوص کا میں بہت مشغلہ رکھتا تھا ایک بار میں رسول اللہ ص کی زیارت سے مشرف ہوا میں نے نہایت ادب سے پوچھا کہ یا رسول اللہ ص آپ فرعون کے بارہ میں کیا فرماتے ہیں زبان حق ترجمان سے ارشاد ہو کہ جو اس میں لکھا ہے وہی کہو پھر میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ص وجود میں آپکی کیا رائے ہے ارشاد ہوا کہ قدیم میں قدیم ہے اور حادث میں حادث ہے۔

ابن عربی رح اور اہل اللہ کی مخالفت کا انجام

اور سراج الدین مخزومی جو شام میں تھے اکثر کہا کرتے کہ دیکھو شیخ محی الدین ابن عربی رح کے کسی کلام کا انکار نہ کرو کیونکہ اولیاء اللہ کا لحم مسموم ہوتا ہے اور ان سے بغض رکھنے والوں کے دین وایمان کی ہلاکت لوگوں پر ظاہر ہے کیونکہ اُن سے بغض رکھنے والے اکثر نصرانی ہوکر مر گئے اور جو کوئی انکی شان میں زبان درازی کریگا تو دو دلکی موت میں مبتلا ہوگا۔

ابو عبداللہ قریشی کہتے ہیں کہ جو کوئی کسی ولی اللہ سے بغض رکھتا

Digitized by : Ibn Arabi Foundation

ہے اس کے دل میں زہریلی تیر لگتی ہے اور عقیدہ بگڑنے کے بعد وہ بُری موت سے مرتا ہے۔

ابن عربیؒ کی تصنیفات کی کثرت

شیخ مجدالدینؒ دوسری جگہ فرماتے ہیں کہ میں نے بچشم خود شیخ کے ہاتھ کا ایک اجازت نامہ جس کو شاہ پیرس صاحب حلب کے واسطے لکھا تھا اس کے آخر میں یہ بھی تھا کہ میں نے اپنے کل تصنیفات کے روایت کی تم کو اجازت دی اور وہ کتابیں فلاں فلاں ہیں جب میں نے اُسے گنا تو اجازت نامہ میں چار سو کتابیں تھیں اس میں ان کے چند تفسیریں تھیں ایک نصف قرآن کی تفسیر ۹۵ جلدیں تھی اور دوسری پوری تفسیر آٹھ جلدوں میں تھی اور اسی میں ریاض الفردوسیہ فی الاحادیث القدسیہ بھی تھی۔

اور حضرت کمال الدین زملکانی رحمۃ اللہ انکے بڑے مداح ہیں اور وہ شام کے جلیل القدر علماء سے ہیں اور حضرت قطب الدین حمویؒ بھی ان کے بڑے مداح ہیں جب یہ شام سے گھر کو آئے تو لوگوں نے اُن سے کہا کہ محی الدینؒ ابن عربی کو تم نے کیسا پایا بولے کہ میں نے انکو علم اور زہد اور معارف میں بحر زخار پایا جس کا کنارہ نہیں ہے۔ اور حضرت صلاح الدین سفکی علماء مصر کی تاریخ میں فرماتے ہیں کہ جس کسی کو علم لدنی والے کے کلام کو دیکھنا منظور ہو تو وہ محی الدینؒ ابن عربی کے تصانیف کو دیکھے۔

اور حافظ ابو عبداللہ ذہبی اور ابن تیمیہ ان کے نہایت مخالف تھے ایک بار لوگوں نے ابو عبداللہ ذہبی سے پوچھا کہ کیا یہ سچ ہے کہ

Digitized by : Ibn Arabi Foundation

محی الدین ابن عربیؒ نے فصوص الحکم کو رسُول اللہؐ کی اجازت سے لکھا ہے توانہوں نے جواب دیا کہ ایسا علامہ کبھی جھوٹ نہیں کہہ سکتا ہے۔

ابن عربی ممدوحِ اعاظم مشائخ

قطب الدین شیرازی فرماتے ہیں کہ محی الدینؒ ابن عربی علم شریعت اور حقیقت دونوں میں کامل اور بے نظیر فرد تھے جو لوگ ان کے کلام پر طعن کرتے ہیں وہ کیا کریں۔ اسکو وہ سمجھ نہیں سکتے اور جو کوئی انکو بُرا کہتے ہیں توانکو لوگوں سے ایسا جانو جو نبیوں کو بُرا کہتے تھے۔

اور شیخ موئد الدین خجندی کہتے ہیں کہ میں نے کسی اہل طریق کو نہیں سُنا ہے کہ محی الدینؒ ابن عربی کے ایسے اس کے معلومات ہوں اور شہاب الدینؒ سہروردی اور کمال الدینؒ کاشی فرماتے ہیں کہ یہ کامل اور محقق اور صاحب کرامات اور کمالات تھے۔ حالانکہ یہ حضرات مخالفین شرع کو کبھی ایسے کلمات سے نہیں یاد کرتے ہیں۔ کیونکہ اُن لوگوں کی یہ عادت ہے اور فخر الدین[1] رازیؒ نے کہا ہے کہ محی الدین ابن عربیؒ بہت بڑے جلیل القدر ولی تھے۔

امام نوویؒ سے لوگوں نے پوچھا کہ شیخ اکبر ابن عربیؒ کیسے تھے فرمایا کہ تلك امة قد خلت یعنی اس طبقے کے لوگ گزر چکے اور میرے نزدیک صحیح یہ ہے کہ کسی عقلمند کو اولیاء اللہ کے ساتھ بدگمانی نہ چاہیئے اور عقلمند پر واجب ہے کہ ان کے اقوال وافعال کی تاویل کرے اور جب تک اُن کے

---

[1] بہاء الدین عاملی نے اپنے کشکول میں ابن عربی کا ایک خط نقل کیا ہے جو فخر الدین رازی کے نام ہے وہ قابل دیکھنے کے ہے اگر میں قبل تدوین کے اس کو دیکھتا تو ضرور نقل کرتا ۱۲ ع غ

Digitized by : Ibn Arabi Foundation

درجہ میں کوئی نہ پہونچے ان کے کلام کو غلط نہ کہے اور جس کو اللہ نے تھوڑی توفیق دی ہے وہی اس سے عاجز ہے اور مہذب کی شرح میں امام نوویؒ فرماتے ہیں کہ جب کوئی ان کے کلام کی تاویل کرے تو ستر طریقوں سے تاویل کرے اور میں ان کے کلام کی تاویل کبھی نہیں قبول کرتا ہوں۔

امام یافعیؒ اور ابن عربیؒ

اور امام ابن اسعد یافعیؒ ان کے بڑے مداح ہیں اور انہوں نے تصریح کی ہے کہ ولایت عظمیٰ انکو حاصل تھا۔ چنانچہ شیخ الاسلام ذکریا سے روض کی شرح میں منقول ہے کہ امام یافعی محی الدینؒ ابن عربی کی کتابوں کے پڑھنے پڑھانے کی اجازت دیتے تھے اور کہتے تھے کہ جو جہال اہل طریق سے انکار کرتے ہیں تو گویا وہ چاہتے ہیں کہ پہاڑ کو پھونک کر اپنی جگہ سے ہٹا دیویں۔ اور جو کوئی اولیاء اللہ سے عداوت رکھتا ہے تو گویا وہ اللہ سے عداوت رکھتا ہے اگرچہ اس سے اس کفر تک نہیں پہونچتے ہیں جو ان کے خلود نار کا سبب ہو لیکن کفر سے خالی نہیں ہے۔ اور ہمارے مشائخ صاحب سے محمد مغربی شاذلی بھی اُن کے مداح ہیں اور شیخ جلال الدینؒ سیوطی نے انکے بارہ میں لکھا ہے کہ محی الدین ابن عربیؒ عارفوں کے مربی ہیں اور بھی فرمایا ہے کہ یہ تنزلات کی روح ہیں اور نبی عربیؐ کے قدم بقدم چلنے والے۔ انتہیٰ۔

امام ابن عربیؒ کی طرف سے دفاع

عبدالوہاب شعرانی کہتے ہیں کہ شیخ سراج الدین مخزومی علیہ الرحمتہ نے ایک کتاب تصنیف کی ہے جس میں محی الدینؒ ابن عربی کی طرف سے مخالفوں کو جواب دیئے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم لوگوں کے ایسے کو صحیح نہیں ہے کہ فتوحات وغیرہ کی کسی عبارت کا نا سمجھی سے انکار کریں کیونکہ

Digitized by : Ibn Arabi Foundation

تقریباً ہزار علمائے جلیل القدر اور فحول نے اس میں توقف کیا ہے اور بالاتفاق سبھوں نے اس کو قبول کیا ہے اور کہتے ہیں کہ شافعی علماء سے نامی لوگوں نے فصوص الحکم کی شرح لکھی ہے اور ان کے سوائے اور لوگ بھی اس کی شرح لکھنے میں کوشش بلیغ کیے ہیں انہیں نامی شارحوں سے شیخ بدرالدین ابن جماعت ہیں اور ان کی تصانیف ہر شہروں میں شائع ہیں اور متن اور شرح دونوں اکثر بلاد عرب میں پڑھے جاتے ہیں اور میں نے ظاہری قرأت سے جامع اموی وغیرہ میں بالاسناد روایت کی ہے اور قدیم اور جدید دونوں زمانوں کے لوگ گراں قیمتوں سے ان کے تصانیف کو خریدتے ہیں اور ان کی کتابوں کو برکت کا ذریعہ جانتے تھے ۔ کیونکہ وہ زاہد عالم اور متخلق باخلاق الہٰی تھے اور ان کے ہمعصر علماء جو شام اور مکہ میں تھے وہ سب ان کے معتقد تھے اور یہ سب ادنیٰ استفادہ کرتے تھے اور اپنے کو ان کے دریائے علم میں لاشی محض جانتے تھے اور شیخ کا وہی انکار کریگا جو جاہل یا معاند ہوگا۔

حضرت فیروز آبادیؒ اور محامد امام ابن عربیؒ

حضرت فیروز آبادیؒ نے انکے محامد کے بعد بیان کیا ہے کہ انکا مکان شام میں تھا اور ان سب علوم کو شیخ نے شام ہی میں ظاہر کیا اور وہاں کے عالموں سے کسی نے انکا انکار نہ کیا جامع التذکرہ لکھتا ہے کہ شام وہ ملک ہے جن کے بارہ میں وارد ہوا ہے لا تسبوا اَھل الشّام فَان فِیھِم الابدال پھر جب مطلقاً اہل شام سے عناد منع ہوا تو محی الدین ابن عربیؒ سے بدرجہ اولیٰ ہونا چاہیئے۔

فیروز آبادی فرماتے ہیں کہ قاضی القضاۃ شیخ شمس الدین خوبخی

Digitized by : Ibn Arabi Foundation

شامی علیہ الرحمۃ کی عام اموں طرح خدمت کرتے تھے اور قاضی القضاۃ مالکی پر جب شیخ اکبرؒ کی ایک نظر پڑی تو انہوں نے قضا کو چھوڑ دیا اور شیخ کے قدم پر چلنے لگے اور اپنی صاحبزادی کو ان کے نکاح میں دیا پھر فیروز آبادی کہتے ہیں کہ حاصل یہ ہے کہ شیخ اکبرؒ کے وہی لوگ منکر ہیں جو نرے ملا ہیں اور محققین کے مشرب میں انکو کوئی حصہ نہیں ہے ورنہ جمہور علماء اور صوفیہ نے اقرار کرلیا ہے کہ وہ اہل تحقیق و توحید کے امام ہیں اور علوم ظاہری میں یکتا اور بے نظیر ہیں۔

شیخ عزالدین بن عبدالسلام کہتے ہیں کہ بعض لوگ بیچارے غریب کم سمجھ ملاؤں نے شیخ اکبرؒ کا انکار کیا ہے کیونکہ ان لوگوں کو فقیروں کی اصطلاح سے خبر نہیں ہے پھر ایسا نہ ہو کہ شیخ کی کتابوں کو وہ دیکھیں اور خلاف شرع معانی اس سے سمجھ کر بھٹک جائیں کاشکہ وہ لوگ فقیروں سے صحبت رکھتے تو وہ شریعت پر ایمان لاتے۔

استاد المحققین ابن عربیؒ

شیخ الاسلام مخزومی کہتے ہیں کہ جب محی الدین ابن عربیؒ شام میں تھے تو وہاں کے علماء ان سے آمد و رفت رکھتے تھے اور ان سے جلیل القدر ہونیکا اقرار کرتے تھے اور اس میں شک نہیں ہے کہ وہ محققین کے استاد تھے اور شیخ اکبرؒ ان میں بیس سال تک رہے اور لوگ برابر آپ کے تصنیفات کو لکھتے تھے اور باخود ہا اسکی داد دستدر رکھتے تھے انتہیٰ۔

فصوص الحکم کی مقبولیت عند اللہ

شیخ مجدالدین کہتے ہیں کہ محی الدین ابن عربیؒ دریائے ناپید اکنار تھے جس زمانہ میں یہ مکہ معظمہ میں آکر معتکف ہو گئے تھے

Digitized by : Ibn Arabi Foundation

تو اس وقت میں وہ علماء اور محدثین کا معدن تھا لیکن ان لوگوں میں سب علموں میں شیخ ہی علیہ الرحمہ مشار الیہ تھے اور کل لوگ ان کی مجلس میں آنے کو تیز قدمی کرتے تھے اور شیخ کے سامنے حاضر ہونے کو برکت کا ذریعہ جانتے تھے اور اُن سے انکی تصانیف پڑھتے تھے اور مکہ معظمہ کے خزانہ میں اب تک ان کی تصنیفات ہمارے قول پر بڑے شاہد ہیں اور مکہ معظمہ میں آپ کا اکثر مشغلہ حدیث کا سُننا اور سُنانا رہتا تھا۔ اور مکہ ہی میں انہوں نے فتوحات مکیہ قلم برداشتہ بغیر استعانت کتاب کے ایک شاگرد کے جواب میں لکھا ہے اس کا نام بدر حبشی تھا اور جب اس سے فارغ ہو چکے تو بیت اللہ کی چھت پر اسے رکھ دیا اور پورے ایک سال اس پر رکھی رہی پھر جب اُسے اُتارا تو ویسے ہی پایا۔ جیسا انہوں نے رکھا تھا اور نہ پانی نے اسے بھگویا اور نہ ہوا نے اسے اوڑایا حالانکہ مکہ میں بہت پانی پڑا اور بہت ہوا چلی پھر اس کے بعد شیخ نے لوگوں کو اس کے لکھنے اور پڑھنے کی اجازت دی۔

ابن عربیؒ پر الزامات کی حقیقت

اور منکروں نے یہ خبر جھوٹ اڑائی ہے کہ عزالدین بن عبدالسلام اور سراج الدین بلقینی نے شیخ کی کل کتابوں کو جلانے کا حکم دیا۔ کیونکہ وہ کتابیں اگر جعلی ہوتیں تو مصر اور شام میں کوئی نسخہ نہیں پایا جاتا اور نہ کوئی ان کو بعد ان دونوں بزرگوں کے حکم کے لکھ سکتا حاشا وکلا وہ کبھی ایسا نہیں کر سکتے ہیں اور اگر یہ بات ہوتی تو کبھی نہیں چھپتی کیونکہ یہ اُن بڑے واقعات سے ہے جن کے واسطے جہاں میں سوار دوڑ جاتے ہیں اور اگر یہ بات ہوتی تو اہل تاریخ کبھی چپکے نہیں رہتے اور شیخ

Digitized by : Ibn Arabi Foundation

سراج الدین بلقینی اور سراج الدین مخزومی اور تقی الدین سبکی ابتداء میں شیخ سے انکار رکھتے تھے اور تحقیقات کے بعد ان لوگوں نے اپنے کلام سے رجوع کیا اور شیخ کے بارہ میں ان لوگوں نے جو کچھ تفریط کی تھی اُس پر سخت نادم ہوئے اور اخیر میں یہ لوگ شیخ کے حال کو مان گئے تھے اور پھر بہت کچھ اُن کے مناقب لکھے چنانچہ بعض بیان ہوتے ہیں۔

ابن عربی آیۃ من آیات اللہ

امام سبکیؒ نے یہ کہا ہے کہ شیخ محی الدین ابن عربیؒ آیۃ من آیات اللہ تھے اور اس زمانہ میں علم وفضل کی کنجی انہیں کے ہاتھ میں تھی اور میں سوائے اُن کے کسی کو نہیں پہچانتا ہوں۔

اور سراج الدین بلقینی سے لوگوں نے پوچھا کہ محی الدین ابن عربیؒ کیسے تھے انہوں نے فرمایا کہ خبردار ان کے کسی کلام کا انکار نہ کرو۔ کیونکہ جب محی الدین ابن عربیؒ نے اوائل عمر میں معرفت اور حقایق کے علم کے دریا میں غوطہ مارا ہے تو اخیر میں فصوص اور فتوحات اور تنزلات موصلیہ کے ساحل پر نکلے ہیں اور سوا انکے اور بہت ان کے ساحل ہیں وہ اہل اشارت پر جو انکے درجہ میں ہوں مخفی نہیں ہے لیکن اخیر زمانہ میں ان کے بعد ایک قوم اس طریق سے اندھی ہوئی پھر ان لوگوں نے ان کے کلام کو غلط بتایا بلکہ ان عبارتوں سے ان کی تکفیر کی حالانکہ انکو انکی اصطلاح سے جہل تھی اور نہ ان لوگوں نے ان اصطلاحات کو کسی جاننے والے سے پوچھا کیونکہ شیخ اکبر کے کلام کے ضمن میں بہت سے رموز اور غوامض مخفی ہوتے ہیں اور اُن کے عبارات میں روابط اور اشارات ہوتے ہیں اور اُن کے طرز تحریر میں اکثر مضاف محذوف ہوتا ہے اس کو خود شیخ یا انکے ایسے لوگ جانتے ہیں اور

Digitized by : Ibn Arabi Foundation

ان کے سوائے جاہلوں کے نزدیک وہ نامعلوم ہیں اگر وہ لوگ ان کے کلمات کو دلائل اور تطبیقات سے دیکھیں اور اس کے مقدمات اور نتائج پر غور کریں تو ثمرات مراد کو پہنچ جاتے اور ان کا عقیدہ شیخ کے عقیدہ سے کبھی مخالف نہیں ہوتا۔

ابن عربیؒ اور عقیدہ حلول واتحاد کی تردید

پھر یہ کہتے ہیں کہ واللہ ان لوگوں نے جھوٹ اور افتراء کیا ہے جنہوں نے حلول اور اتحاد کے قول سے انکو منسوب کیا ہے اور میں اکثر عقائد وغیرہ میں انکے کلام کا تجسس کرتا رہا اور ان کے اسرار اور روابط میں اکثر نظر کرتا رہا اب میں اس صحیح مطلب کو پہنچ گیا جس پر شیخ اکبر رحمۃ اللہ تھے اور شیخ کے جمع غفیر معتقدوں میں بھی شریک ہوگیا۔ شکر ہے اللہ کا کہ میرا نام غافلین کے دفتر میں نہ لکھا گیا اور شیخ اکبرؒ کے فضائل اور کرامات کے منکروں سے میرا نام علیحدہ ہوگیا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ حَمْدًا کَثِیْرًا انتہیٰ۔

سراج الدین بلقینی کے شاگرد شیخ الاسلام مخزومی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ جب میں قاہرہ ۸۰۴ھ میں اپنے استاد کی وفات کے سال میں پہنچا تو میں نے جیسا سنا تھا شیخ سے بیان کیا کہ محی الدین ابن عربیؒ حلول اور اتحاد کے قائل ہیں۔ شیخ نے فرمایا کہ معاذ اللہ معاذ اللہ۔ حاشا کبھی انہوں نے ایسا نہیں کہا ہے۔ کیونکہ وہ بڑے امام تھے اور کتاب وسنت کے دریا میں وہ بے نظیر شناور تھے اور اللہ کے معزز بندہ تھے اور قوم میں صاحب وجاہت تھے۔ مخزومی فرماتے ہیں کہ اس وقت سے شیخ کے ساتھ میرا عقیدہ بڑھ گیا اور مجھ کو ان سے خلوص پیدا ہوگیا۔ اور میں نے جانا تھا کہ

Digitized by : Ibn Arabi Foundation

وہ اہل سنت والجماعت میں شیخ الرئیس تھے۔ مخزومی کہتے ہیں کہ شیخ تقی الدین سبکی نے محی الدین ابن عربیؒ کی شان میں منہاج کی شرح میں سخت کلمے لکھے پھر انہوں نے توبہ کی اور ان عبارتوں کو کاٹ دیا اب چاہیئے کہ جس کے پاس وہ کتابیں ہوں مصنف کی اتباع سے وہ بھی ان عبارات کو کاٹ دیں حالانکہ امام سبکی نے مجسمیہ اور رافضیہ کی رد میں ابن تیمیہ کے جواب میں کتابیں لکھی ہیں اور شیخ اکبرؒ کی رد میں کچھ نہیں لکھا اور اس وقت شیخ کی کتاب جامع اموی اور شام وغیرہ میں پڑھائی جاتی تھی بلکہ وہ کہتے تھے کہ صوفیوں کا رد کرنا ہمارا مذہب نہیں ہے کیونکہ ان کی شان عالی ہے اور تاج الدین تو کاج بھی یہی کہتے تھے۔

شیخ مخزومی کہتے ہیں کہ اب جو کوئی کہے کہ سراج الدین بلقینی اور تقی الدین سبکی اسی انکار پر رہے تو غلط ہے، کبھی اعتبار نہ کرو۔

اور جب بدر الدین سبکی شیخ الاسلام شام نے شیخ اکبرؒ پر فصوص کے دو مقام پر اعتراض کیا تھا اور سراج الدین بلقینی کو یہ خبر معلوم ہوئی تو انہوں نے انکو اس مضمون کا خط لکھا کہ یا قاضی القضاۃ اولیاء اللہ کے انکار سے الحذر ثم الحذر کرو اور اگر تم کو رد و قدح کا شوق ضرور ہے تو انکے منکروں کی رد لکھو ورنہ باز آؤ۔

ابن کثیرؒ کی رائے ابن عربیؒ کے بارے میں

عماد ابن کثیر سے پوچھا کہ شیخ محی الدین ابن عربیؒ کی غلطی پکڑنے والوں میں آپکی کیا رائے ہے۔ فرمایا کہ میرا خیال یہ ہے کہ ان کی غلطی پکڑنے والے خود غلطی میں ہیں اور جن لوگوں نے انکار کیا ہے مصیبت میں پڑتے گئے ہیں۔

Digitized by : Ibn Arabi Foundation

شیخ بدر الدینؒ ابن جماعت سے لوگوں نے ابن عربی کا حال پوچھا فرمایا کہ تم کو کیا ہوا ہے کہ ایسے شخص کے بارے میں مذبذب ہو جسکے فضل وکمال اور جلالت قدر پر تمام عالم نے اتفاق کیا شیخ مخزومی فرماتے ہیں کہ یہ جو مشہور ہے کہ حضرت عزالدین بن عبدالسلام نے انکو زندیق کہا ہے تو یہ محض جھوٹ ہے کیونکہ صلاح الدین قلانسی صاحب فوائد مشائخ کے ایک جماعت سے بیان کرتے ہیں جو عزالدین بن عبدالسلام کے خادم تھے کہ ایک بار ہم لوگ شیخ عزالدین کے مجلس درس میں شریک تھے اور ردت کے بیان میں درس جاری تھا۔ قاری نے زندیق کے لفظ کو پڑھا ایک نے کہا کہ یہ لفظ عربی ہے دوسرے نے کہا نہیں یہ عجمی ہے تب ایک عالم نے کہا کہ یہ فارسی سے معرب ہے اس کا اصل زن دین تھا اور یہ وہ شخص ہے جو کفر کو چھپاتا ہو اور ایمان کو ظاہر کرتا ہو تب ایک طالب علم نے کہا کہ کیسے کوئی مثال فرمایئے؟ اس پر ایک شخص نے عزالدین بن ع کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ جیسے محی الدین ابن عربی ہیں۔ شیخ عزال چپکے رہے اور کچھ نہ بولے حضرت صلاح الدین فرماتے ہیں کہ حضرت اس دن روزہ تھے جب میں نے شام کو دسترخوان بچھایا تو میں نے پوچھا کہ حضرت آجکل قطب کون ہے۔ آپ نے مسکرا کر فرمایا کہ میں اس زمانہ میں سوائے محی الدینؒ ابن عربی کے کسی دوسرے کو قطب نہیں دیکھتا ہوں پھر میں سر نیچا کر کے تھوڑی دیر حیرت کرتا رہا بعدہ میں نے کہا کہ اس وقت آپ نے سکوت سے اس کے کہنے پر رضا کیوں ظاہر فرمائی؟ ارشاد ہوا کہ وہ عالموں کی مجلس تھی۔ وہاں سوائے سکوت کے مجھ کو کوئی چارہ نہیں تھا۔ انتہیٰ۔ حضرت شیخ مخزومی علیہ الرحمہ نے ایک کتاب لکھی ہے جس میں

Digitized by : Ibn Arabi Foundation

محی الدین ابن عربیؒ کے کلام کے اسرار کو ظاہر کیا ہے۔ اس کا نام کشف الغطا ہے۔

جلال الدین سیوطیؒ کی مدح

اور جلال الدین سیوطیؒ نے بھی شیخ اکبر ابن عربیؒ کے منکروں کے جواب میں ایک کتاب لکھی ہے اس کا نام تنبیہ الغبی فی تبریۃ ابن العربی ہے اور ایک کتاب اور بھی لکھی ہے اس کا نام قمع المعارض فی نصرۃ ابن الفاوص ہے اور یہ کتاب اس وقت لکھی گئی ہے۔ جب مصر میں شیخ برہان الدین بقاعی کے بارہ میں فتنہ برپا ہوا تھا۔ ان دونوں کو دیکھو حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک یہ بھی گناہ کبیرہ ہے کہ عالموں کی خطائیں نکالیں اور اُس کے اصلی مطلب کو نہ سمجھیں۔

ابن عربیؒ اور اسرار الٰہیہ

شیخ اکبرؒ فتوحات مکی کے ۳۶۷ باب میں فرماتے ہیں کہ ایک واقعہ میں ادریس علیہ السلام کے ساتھ ملا میں نے ان سے اس خواب کا قصہ بیان کیا حضرت ادریسؑ فرماتے ہیں کہ اس نے سچ کہا کیونکہ میں اللہ کا نبی ہوں اور مجھ کو مدت عالم کی ابتدائی تاریخ نہیں معلوم ہے اور نہ یہ جانتا ہوں مخلوقات کس حد تک پیدا ہوتے رہیں گے۔ کیونکہ ہر نفس کے ساتھ ایک نئی خلقت پیدا ہوتی ہے اور اللہ ہمیشہ خالق ہے اور دنیا اور آخرت ہمیشہ رہے گی۔ میں نے کہا کہ یا نبی اللہ قیامت کی کوئی علامت مجھ سے فرمائیے۔ ارشاد ہوا کہ تمہارے جد آدمؑ قریب کا وجود اس کی بڑی علامت تھی۔ میں نے کہا کہ حضرت دنیا کے بعد بھی کوئی دار اسکے سوا ہے فرمایا کہ ہاں ایک ہی دار وجود ہے اور دنیا تمہیں لوگوں کے سبب سے دنیا ہوئی فتوحات کے ساتویں باب میں فرماتے ہیں کہ عالم کی عمر کروڑوں برس سے بھی متناہی نہیں ہو سکتی ہے پھر اسی باب میں

Digitized by : Ibn Arabi Foundation

فرماتے ہیں کہ جب عالم طبیعی کی عمر اکیاون ہزار برس گذر چکے تب اللہ نے موالید ثلثہ کو پیدا کیا اور جب عالم طبیعی پیدا ہو چکا اور چوّن ہزار برس گذر چکے تب اللہ نے اس دنیا کو پیدا کیا اور جب دنیا کو ترسٹھ ہزار برس گذر چکے تب اللہ نے جنت اور نار کو بنایا۔ پس دنیا اور آخرت میں نو ہزار برس کا تفاوت ہے۔ اسی واسطے اس کا نام آخرت ہوا کیونکہ وہ اس سے پیچھے ہے اور دنیا کا اولی نام ہے کیونکہ وہ اوّل ہے اور آخرت کی کوئی انتہا نہیں ہے۔ جہاں وہ ٹھہر سکے بلکہ اس کو ہمیشہ بقا ہے اور جب دنیا کی سترہ ہزار برس اور آخرت کی عمر آٹھ ہزار برس گذر چکے تب اللہ نے آدمؑ کی مٹی کی خمیر کی اور اس وقت تری اور خشکی کے جانور اور پرندہ اور زمین کی عفونات سے حشرات الارض کو پیدا کیا تاکہ ہوا عفونات سے پاک رہے واللہ اعلم۔

حضرت شعرانیؒ اور تذکرہ معارف ابن عربیؒ

عبدالوہاب شعرانی اپنی کتاب یواقیت الجواہر کے مسائل میں اکثر فتوحات کا حوالہ دیتے ہیں۔ اس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ شیخ کا علم کہاں تک وسیع تھا۔ یہاں چند ضروری باتیں جس سے عوام کو فائدہ اور ابن عربی کو تبحر علمی معلوم ہو لکھی جاتی ہے۔

تجدید عالم کے باب میں شیخ فتوحات مکی کے ۳۹ باب میں فرماتے ہیں کہ مجھکو نہیں معلوم ہوا کہ کسی نے خلق عالم کے ابتدائی حد جانی ہو اور ممکن نہیں ہے کیونکہ اکثر ستارے فلک اطلس میں ہیں۔ جس میں کواکب ثابتہ نہیں ہیں اور انسان کی عمر انکی حرکت کو نہیں پہچان سکتی ہے کیونکہ وہ دیکھنے میں ثابت معلوم ہوتے ہیں۔ حالانکہ وہ حرکت طبعی سے سیر میں ہیں اور انسان کی عمر اس کے ادراک سے اس واسطے عاجز ہے کہ وہ چھوٹی ہوتی ہے اور اسکا

Digitized by : Ibn Arabi Foundation

ہر ستارہ فلک اقصیٰ کے ایک درجہ کو سو برس میں پورا کرتا ہے۔ پھر جس درجہ سے اس کی سیر شروع ہوئی وہاں تک پہنچنے میں جسقدر سال کہ جمع ہوتے ہیں وہی ان کواکب ثابتہ کا ایک دن ہوتا ہے جو اصل میں سیّارہ ہیں لیکن دیکھنے میں نظر کو ثابت معلوم ہوتے ہیں، اب تم حساب کر لو کہ اس فلک میں تین سو ساٹھ درجے ہیں اور ہر درجہ کو سو برس میں ایک ستارہ طے کرتا ہے۔ پھر شیخ اکبر فرماتے ہیں کہ میں اوپر تاریخ میں لکھ چکا ہوں کہ منارہ مصر کا اس وقت بنا ہے جس وقت ستارہ نسر برج اسد میں تھا۔ اور بعض نسخوں میں ہے کہ وہ برج حمل میں تھا اور وہ ستارہ آج ہمارے وقت میں برج جدی میں ہے۔

شیخ اکبرؒ فرماتے ہیں کہ اب تم اس کا حساب کر کے منارہ اہرام مصر کی تاریخ پہچان لو اور نہ معلوم ہوا کہ اس کا بنانے والا کون شخص تھا اور نہ اسکی حالت معلوم ہوتی ہے اور ہم قطعاً اور یقیناً یہ نہیں کہہ سکتے ہیں کہ اس کے بنانے والے انسان تھے۔

حضرت جیلیؒ اور معارف ابن عربیؒ

عبدالکریم جیلی صاحب انسان کامل، ابن عربیؒ کے کلام کی شرح میں لکھتے ہیں کہ یہ ظاہر ہے کہ نسر طائر سیارہ ایک برج سے دوسرے برج تک تیس ہزار سال میں منتقل ہوتا ہے۔ عبدالکریم جیلی کہتے ہیں کہ وہ آج ہمارے زمانہ میں برج دلو میں ہے پس اس نے دس برجوں کو تین لاکھ برس میں طے کیا۔ انتہیٰ۔

اب تم دونوں بزرگوں کے کلام کو دیکھو اور غور کرو۔

حضرت محی الدینؒ ابن عربی فرماتے ہیں کہ ایک بار میں درمیان نوم اور یقظہ کے بیت اللہ کا چند لوگوں کے ساتھ طواف کر رہا تھا لیکن میں اُن کو

Digitized by : Ibn Arabi Foundation

پہچانتا نہ تھا۔ انہوں نے دو شعر مجھ سے فرمائے ایک مجھے یاد ہے اور دوسرا میں بھول گیا ہوں۔

لَقَدْ طُفْنَا كَمَا طُفْتُمْ سِنِيْنَا　　بِهٰذَا الْبَيْتِ طُرًّا اَجْمَعِيْنَا

یعنی میں نے بھی برسوں اس گھر کی طواف کی ہے۔ جیسے کہ تم لوگ طواف کرتے ہو۔ پھر میں نے ان کے ایک شخص سے کلام کیا اس نے کہا کہ تم مجھ کو پہچانتے ہو میں نے کہا نہیں وہ بولے کہ میں تمہارے اوّل اجداد سے ہوں میں نے کہا کہ آپ کی موت کو کتنا زمانہ گذرا ہوگا فرمایا کہ کچھ اوپر چالیس ہزار سال میں نے کہا کہ ہمارے جد آدمؑ کو تو اس قدر زمانہ نہیں گذرا ہے تب انہوں نے کہا کہ تم کس آدم کو پوچھتے ہو اس قریب کے آدمؑ کو یا کسی دوسرے آدم کو پھر میں نے اس حدیث کو اس وقت یاد کیا جو ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ ان اللہ تعالیٰ خلق ماۃ الف آدم اللہ نے دو لاکھ آدم کو پیدا کیا ہے اور میں نے اپنے دل میں کہا کہ یہ شاید انہیں اجداد سے ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول میں پایا جاتا ہے۔ ابن عربی فرماتے ہیں کہ عالم یقیناً حادث ہے لیکن اس کی تاریخ کا پتہ نہیں ملتا ہے۔ انتہیٰ۔

ابنِ عربیؒ کے وحدت الوجود پر ایک گفتگو

ابن عربی کا خیال یہ ہے کہ حقیقت وجود اصل ہے، تمام آثار کا منشاء ہے، بالذّات دافعِ عدم ہے، خیرِ محض ہے، واحد ہے اور اس کی وحدت شخصی ہے نوعی نہیں، ذاتی ہے عددی نہیں جملہ شروط سے آزاد ہے، حتّٰی کہ شرطِ اطلاق سے بھی، تمام قیود سے مطلق ہے حتّٰی کہ قیدِ اطلاق سے بھی علمائے معقولات نے کلّی طبیعی کے بارے میں جو کہا ہے بالکل اسی طرح یہاں بھی وجود واحد ہے، اور موجود یعنی موجودہ

Digitized by : Ibn Arabi Foundation

قائم بالذات جو حقیقتِ وجود کا پانے والا ہے" وجدان الشئ نفسہ۵۵"،
کی قبیل سے ہے اور واحد ہے۔ حقیقتِ وجود و موجود مذکورہ معنی کے
مطابق حق تعالیٰ سے عبارت ہے جو وجودِ صرف، وجودِ خالص اور وجودِ
واجب ہے، خیرِ محض ہے اور تمام قیود و شروط سے ماوراء ہے۔ جملہ آثار
کا مبدء و منشاء ہے، پس عالمِ ہستی میں صحیح معنوں میں بس ایک ہی حقیقت
ایک ہی وجود اور ایک ہی موجود ہے، اور وہ حق تعالیٰ ہے۔ بناء بریں یہ کہنا
درست ہے " لَا وجود وَلَا مَوجُود اِلَّا اللّٰہ" یعنی حق تعالیٰ کے سوا وجودِ
صرف اور موجودِ حقیقی کوئی نہیں۔ غرض یہ حقیقت بحت اور یہ حقِ واحد شئون
واطوار اور تجلّیات و تعیّنات میں ظاہر ہوتی ہے۔ مرتبۂ علم میں اسماء اور
اعیانِ ثابتہ کے پیرہن میں، مرتبۂ ذہنی اور مرتبۂ خارج میں مظاہر اعیان اور
موجوداتِ خارجی میں ظہور کرتی ہے اور اس ظہور و تجلّی اور تعیّن و تطوّر کے
نتیجے میں کثرت پیدا ہوتی ہے اور عالم ظہور پذیر ہوتا ہے۔ پس حق بھی ہے
اور خلق بھی، ظاہر بھی متحقق ہے اور مظاہر بھی، وحدت بھی درست ہے
اور کثرت بھی۔ القصہ وجودِ حق ذاتِ وجود ہے اور موجودِ حقیقی۔ خلق کا وجود
اُس کی تجلیّات اور ظہور کا نام ہے۔ یہاں خلق بمعنی تجلّی و ظہور ہے۔ ظاہر
ایک ہے اور مظاہر کثیر۔ وحدت ذات اور حقیقتِ وجود میں پائی جاتی ہے
جب کہ کثرت اُس کی جلوہ گاہ یعنی مظاہر میں۔ بعض لوگوں کو جو اِس کثرت
کے محض اعتباری اور موہوم ہونے کا خیال گزرا ہے تو وہ درست نہیں،
کیونکہ اس طرح حق اور خلق، ظاہر اور مظاہر، رب اور عالم کے درمیان
تمیز اُٹھ جاتی ہے اور حلول و اتحاد اور کفر و الحاد پیدا ہو کر شرائع اور احکامِ
الٰہی کے تعطّل تک لے جاتا ہے۔ یہ کثرت واقعتاً موجود ہے اور وجودِ عالم

Digitized by : Ibn Arabi Foundation

اپنے مرتبے میں محقق ہے اور حق تعالیٰ کی ذات نے مرتبۂ خلق میں تنزّل نہیں کیا اور مخلوق کی گھٹیا ذات سے وحدت پیدا نہیں کی اور اس کا عین نہیں بنا، بلکہ حق حق ہے، خلق خلق ہے، ظاہر ظاہر ہے اور مظاہر مظاہر ہیں۔ جیسے کہ ابنِ عربی کے سخت مخالف ابن تیمیہ نے بھی اعتراف کیا ہے کہ ابنِ عربی کے عرفان میں ان دونوں کے درمیان تمایز پایا جاتا ہے۔[۵۶]

غرض یہ کہ اگر وہ حقیقت نہ ہوتی تو یہ ظل بھی پیدا نہ ہوتا اور اگر وہ ذاتِ واحد ظاہر نہ ہوتی تو اس کثرت کا ظہور بھی نہ ہوتا؛ البتّہ ابنِ عربی کے ہاں بسا اوقات یہ دیکھنے میں آتا ہے کہ کبھی وہ حق اور خلق کو ایک دوسرے کا عین کہہ دیتے ہیں اور کبھی غیر —— جیسے کہ ہم آئندہ سطور میں دیکھیں گے جہاں وہ اُن کو ایک دوسرے کا عین کہتے ہیں وہاں حق سے مراد حق مخلوق بہ ہے اور جہاں اُنہیں متغائر اور متمائز بتاتے ہیں۔ وہاں حق سے مراد ذاتِ احدیثِ حق ہے جو خلق سے منزّہ اور ماوراء ہے۔ یہاں جو ہم نے اجمالاً عرض کیا وہ بعد کی فصول میں تفصیل سے بیان ہوگا تاہم ضروری ہے کہ دیگر مباحث بیان کرنے سے پہلے ابنِ عربی کی تحریروں سے اقتباسات اور ان کے معتبر شارحین کی شرحوں سے متعلقہ مواد اکٹھا کر دیا جائے تاکہ مسئلے کو واضح کرنے کے لئے خود ان کی عرفانی تحریروں سے مدد حاصل ہو سکے۔

۱۔ فالحق خلقٌ لهٰذا الوجه فاعتبروا۔ ولیس خلقاً لهٰذا الوجه فادّکروا جمّعَ وَفرّقَ فانِ العینَ واحدةٌ وهی الکثیرۃ لا تبقی ولا تذرُ[۵۷]

مطلب یہ کہ وجود حقیقتِ واحد ہے اور اس کے برعکس جو بھی ہمیں

حواس کے ذریعے محسوس ہوتا ہے۔ مثلاً موجوداتِ خارجی اور جو عقل سے معلوم ہوتا ہے مثلاً خدا اور عالم، حق اور خلق کی دوئی وہ حقیقتِ وجود کا تکثّر و تعدّد یا دوئی نہیں بلکہ حق اور خلق ایک ہی حقیقتِ فریدہ اور عینِ واحد کے دو پہلو ہیں۔ اگر اس پر جہتِ وحدت سے نظر کیجئے تو اسے حق پائیے گا اور حق کہیے گا، اور اگر جہتِ کثرت سے دیکھیے تو خلق دیکھیے گا اور خلق کہیے گا؛ یعنی صورِ اعیان میں اپنے ظہور اور ان کے احکام قبول کرنے کے اعتبار سے حق خلق ہے، مگر مرتبۂ احدیت میں اپنی احدیتِ ذاتی اور حضرتِ الٰہیہ میں اسمائے اوّلیہ؎ کے اعتبار سے خلق نہیں ہے بلکہ حق ہے جو خلق سے ماوراء ہے۔ اللہ تعالیٰ عالم ہے، خالقِ کائنات ہے اور پروردگارِ عالم۔

لہٰذا عین جو فی الواقع وہی ذاتِ حق ہے۔ حقیقت میں واحد ہے اور مرتبۂ ذات اور حضرتِ احدیت میں ہر طرح کی کثرت سے پاک ہے اور مرتبۂ الوہیت میں اللہ ہے جو اسماء وصفات کا مرتبۂ جامعہ ہے اور مرتبۂ کثرت میں خلق ہے؎، جو اسماء وصفات اور مظاہر کی مناسبت سے مرتبۂ فرق و ظہور ہے۔ خلاصہ یہ کہ عین واحد ہے اور تعینات کثیر مگر تعینات نسبتیں ہیں جو اس عینِ واحد کے سوا متحقق نہیں ہو سکتے۔ پس فی الحقیقت عالمِ ہستی میں اس عینِ واحد اور وجودِ یکتا کے سوا کوئی چیز نہیں اور اس کا کوئی غیر ثابت نہیں۔

اور وہی ہے جو عینِ وحدت میں بھی مظاہر و تجلّیات میں کثرت کو قبول کرتا ہے۔ لہٰذا حق اور خلق کے مابین جمع بھی کرنا چاہیئے اور کہنا چاہیئے کہ حق خلق ہے اور فرق بھی کرنا چاہیئے حق خلق نہیں ہے؛ چونکہ

Digitized by : Ibn Arabi Foundation

ایک اعتبار سے حق خلق ہے اور دوسرے اعتبار سے ماسوائے خلق ؛ یعنی حق حق ہے اور خلق خلق ــــ وہ حق جو خلق ہے اس سے مقصود حق مخلوق یعنی وجودِ منبسط ہے ، وہ حق جو خلق نہیں ہے اُس سے مُراد ذاتِ متعالِ حق در حضرتِ احدیتؔ ہے۔

۲۔ یَا خَالِقَ الْاَشْیَاءِ فِی نَفْسِہٖ ــ اَنْتَ لِمَا تَخْلُقُہٗ جَامِعٌ
تَخْلُقُ مَا لَا یَنْتَھِی کَوْنُہٗ ــ فِیْکَ فَاَنْتَ الضَّیِّقُ الْوَاسِعُ [۶۰]

ابنِ عربی کے معتبر شارحین کے یہاں ان ابیات کا یہ مطلب ملتا ہے کہ ظہور پانے والی ہر شئے حق تعالیٰ کے وجود کی تجلّی سے ظاہر ہوئی ہے؛ لہٰذا تمام اشیاء اُسی سے ہیں اور اُسی میں ہیں یعنی اُس کے علم میں جو اُس کی ذات کا عین ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی ذات میں جمیع نامتناھی مخلوقات کا جامع اور ان سب پر محیط ہے۔ مخلوقات اُس کی ذات سمندر کی سطح پر اُٹھنے والی لہروں کی طرح ہیں۔ پس مرتبۂ احدیت میں حق تعالیٰ کی ذات میں ثنویت اور تعدّد کو راہ نہیں؛ البتہ وہ ذات تجلّیِ اسمائی کے اعتبار سے خصوصاً اسم "الواسع" کی تجلّی کے ساتھ متجلّی فی الکل ہے اور سارے پر محیط ہے اور ہر جگہ اور ہر چیز میں موجود یعنی ظاہر [۶۱]

۳۔ فَمَا فِی الْوُجُوْدِ مِثْلٌ فَمَا فِی الْوُجُوْدِ ضِدٌّ۔ فَاِنَّ الْوُجُوْدَ حَقِیْقَۃٌ وَاحِدَۃٌ وَالشَّیْئُ لَا یُضَادُ نَفْسَہٗ

فَلَمْ یَبْقَ اِلَّا الْحَقُّ لَمْ یَبْقَ کَائِنٌ ــ فَمَا ثَمَّ مَوْصُوْلٌ وَمَا ثَمَّ بَائِنٌ
ھٰذَا جَاءَ بُرْھَانُ الْعِیَانِ فَمَا اَرٰی ــ بِعَیْنِیْ اِلَّا عَیْنَہٗ اِذَا عَائِنٌ [۶۲]

یعنی وجود حقیقتِ واحد ہے ، اس کی کوئی مثل ہے نہ ضد پس عارف اِس کونِ امکانی کو جو مفارقت اور کثرت کا مبدء ہے، معدوم دیکھتا ہے اور

Digitized by : Ibn Arabi Foundation

کوئی چیز نہیں پاتا مگر ذاتِ حق کہ عینِ وحدت ہے۔ بناءبریں یہاں غیریت تو موجود ہی نہیں، نہ کوئی واصل ہے نہ موصول، کوئی مبائن ہے نہ مفارق کیونکہ ہر شئے حق تعالیٰ کی وحدتِ حقیقی کے عین میں فنا ہوگئی ہے۔ سو دل کی آنکھوں سے دیکھنے والا عارف عینِ حق کے سوا کچھ نہیں دیکھتا۔[۶۳]

۴۔ ولیس وجود الّا وجود الحقّ۔ بِصُوَرِ احوالِ ما ھی علیہ الممکنات فی انفسھا واعینھا[۶۴]

مقصودِ کلام یہ کہ ممکنات اپنے عدمِ اصلی سے جُڑے ہوئے ہیں اور وجودِ حقیقی سے بے بہرہ ہیں، کیونکہ حق تعالیٰ کے وجود کے سوا اور کوئی وجود نہیں ہے اور وہی ہے جو اعیان کے اقتضاء اور ممکنات کی ذات کے مطابق ظہور کرتا ہے اور تعیّن پذیر ہوتا ہے؛ چنانچہ تمام ممکنات اور مخلوقات اُس کی ذات کے تعیّنات، مظاہر اور شئون ہیں۔ اُسی کا وجود حقیقی اور واحد ہے۔[۶۵]

Digitized by : Ibn Arabi Foundation

درود شریف منتخب حضرت ابن عربی قدس اللہ اسرارہم

اَللّٰهُمَّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى اَشْرَفِ مَخْلُوْقَاتِكَ
سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ بَحْرِ اَنْوَارِكَ وَمَعْدَنِ
اَسْرَارِكَ وَلِسَانِ حُجَّتِكَ وَاِمَامِ حَضْرَتِكَ
وَعَرُوْسِ مَمْلَكَتِكَ وَطِرَازِ مُلْكِكَ وَخَزَائِنِ
رَحْمَتِكَ وَطَرِيْقِ شَرِيْعَتِكَ وَمِرَاجِ جَنَّتِكَ وَ
عَيْنِ حَقِيْقَتِكَ اَلْمُتَلَذِّذِ بِمُشَاهِدَتِكَ عَيْنِ اَعْيَانِ
خَلْقِكَ اَلْمُقْتَبِسِ مِنْ ضِيَاءِكَ صَلٰوةً تَحُلُّ بِهَا
عُقْدَتِيْ وَتُفَرِّجُ بِهَا كُرْبَتِيْ وَتَقْضِيْ بِهَا اَرَبِيْ
وَتُبَلِّغُنِيْ بِهَا طَلَبِيْ صَلٰوةً دَائِمَةً بِدَوَامِكَ بَاقِيَةً
بِبَقَائِكَ قَائِمَةً بِذَاتِكَ صَلٰوةً تُرْضِيْكَ وَتُرْضِيْهِ
وَتَرْضٰى بِهَا عَنَّا يَارَبَّ الْعَالَمِيْنَ

وَحَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ
وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ
وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

Digitized by : Ibn Arabi Foundation

سیّدنا امام ابن عربیؒ ایک قدسی صفات شخصیت

امام الٰہیات کاشف اسرار و روحانیہ بحرِ علم و معرفت سیّد المکاشفین امام الموحّدین شیخ اکبر حضرت امام محی الدین ابن عربی قدس سرہٗ آیۃٌ مِن آیات اللہ تھے اور قیامت تک رہیں گے۔ ان کے فیوض، معارف و اسرار سے سعادتمندان قسمت فیضیاب ہوتے رہے ہیں اور ہوتے رہیں گے انکی کتب قرب الٰہی، معرفت الٰہی، رضاء الٰہی کا اعلیٰ ترین اقرب ترین ذریعہ ہیں۔ وہ الٰہیات کے صرف عالم و عارف ہی نہیں بلکہ اس بحر کے غوّاص ہیں۔ صاحبِ مشاہدہ و معائنہ صاحبِ استغراق ہیں۔ وہ عالمِ غیب، عالَمِ روحانیت، عالَمِ انفاس، عالَمِ برزخ عالَمِ امر، عالَمِ خلق کے علوم، معارف، حقائق و دقائق، لطائف، اسرار افکار کے عالم، عارف ماہر اور کاشف الامور الروحانیۃ والعرفانیۃ ہیں۔ اللہ انکی مرقد پر بے شمار رحمتوں کا نزول فرمائے۔ وہ صاحب عزیمت تھے عزیمت پر عمل کیا اور مخالفتوں کی پرواہ نہ کی۔ جو کچھ ان سے پہلے اہل اللہ کشف و اسرار کھل کر نہ بول سکتے تھے نہ لکھ سکتے تھے انہوں نے بغیر مخافت "لَومَۃَ لَائِم" کے اسرار الٰہی سے پردے ہٹا دیئے۔ وہ روحوں سے ملاقات کرتے رہے موکلین کے ہمنشین رہے۔ ملاء اعلیٰ ملاء اسفل کی مجالس اسمبلی کے ہمنشین رہے، وہ ارواحِ انبیاء علیہم السلام سے مجسّم متجسّد حالت میں ملاقاتیں کر کے فیض حاصل کرتے رہے۔ انکی کتب کو اخلاص سے

Digitized by : Ibn Arabi Foundation

پڑھنے والا صرف پڑھنے سے ہی عالمِ غیب عالمِ ارواح عالمِ انفاس میں چلا جاتا ہے اور کچھ دیر کے لئے اس دنیا سے غائب ہو جاتا ہے

شیخ اکبر محی الدین محمد بن علی الحاتمی الاندلسی الدمشقی رح حاتم طائی کی اولاد میں سے ہیں۔ پیدائش رمضان ۵۶۰ھ ہے مقام ولادت مرسیہ از متعلقات اندلس ہسپانیہ ہے۔ وفات ۲۲ ربیع الثانی ۶۳۸ھ مزار دمشق محلہ صالحیہ جبل قاسیون جس پر غار اہل کہف ہے۔

قول فرمودہ حضرت شہاب الدین سہروردی رح ابن عربی حقائق کے عرفان کا ایک بحرِ بیکراں ہے انکی کشفی اور الہامی کیفیت مسلّم ہے تصوّف، فلسفہ، دینیات اُن کی شخصیت کے اجزائے ترکیبی ہیں۔

اپنے عہد کے مشہور فلسفی قاضی القضاۃ اندلس ابن عربی سے کم عمری میں اتنے متاثر ہوئے کہ خود ان کے حلقہ بگوش ہو گئے۔ ان کے کلام میں مشاکلہ ہے۔

مشہور مستشرق آر اے نکلسن لکھتے ہیں کہ "ابن ر

الہیات پر لکھا ہے اُسے سمجھنا آسان نہیں ہے" وہ جہانِ تد

بے مثال تھے۔ ۹۵ جلدوں پر ایک تفسیر صرف سولہویں پارہ تک لکھی فن حدیث میں بکثرت آپ کی تصانیف ہیں۔ شریعت ظاہرہ کے آپ بہت بڑے پابند تھے آپکا سلسلۂ طریقت بلا واسطہ حضرت غوث الاعظم رح سے ملتا ہے۔ دوسرا سلسلۂ طریقت حضرت خواجہ حسن بصری رح سے بواسطہ حضرت ابو الفتح محمد بن قاسم تک پہنچتا ہے۔

حضرت شیخ اکبر کو تصوف میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رح سے ایک واسطہ سے خرقہ ملا ہے اور حضرت خضر علیہ السلام سے بھی ایک واسطہ سے

Digitized by : Ibn Arabi Foundation

آپ کو خرقہ ملا ہے، آپ کو حضرت خضر علیہ السّلام سے بواسطہ حضرت ابوالحسن علی بن عبداللہ بن جامع سے موصل میں خرقہ ملا۔ نیز ابن عربیؒ کو حضرت خضر علیہ السلام سے بے واسطہ بھی نسبت حاصل ہے ان کی صحبت و معیت فیضیابی حاصل ہے۔ امام ابن عربیؒ عربی زبان کے بہت بڑے شاعر تھے۔

بغداد کے مشائخ کی ایک جماعت نے آپ کے حالات جمع کئے تھے انہیں میں یہ بھی لکھا ہے کہ شیخ اکبرؒ کی تصانیف ۵۰۰ پانچ سو سے زیادہ ہیں مشائخ صوفیہ نے آپ کو امام الموحدین لکھا ہے۔

حضرت شیخ عبدالوھاب شعرانی قدس سرہ لکھتے ہیں کہ ایک وقت آپ یکایک توفیق الٰہی سے جنگل کو نکل گئے۔ اور ایک قبر میں مدتوں مقیم رہے جب قبر سے باہر آئے تو علوم الٰہی آپ کی زبان مبارک سے برسنے لگے پھر سیاحی میں مصروف ہو گئے۔ جس شہر سے گذر ہوتا وہاں حکم ایزدی سے قیام فرماتے اور وہاں سے روانگی کے وقت اس شہر کی تصانیف اسی شہر میں چھوڑ دیتے تھے۔ قرطبہ میں اور بہت سے مقامات میں آپ کو انبیاء علیہم السّلام کی ارواح سے شرف ملاقات حاصل ہوتا رہا۔ آپ نے حضرت صالح علیہ السّلام سے استفادۂ علمی فرمایا۔ جو شخص آپکی تصانیف سے شغف رکھے وہ دقیق علمی مسائل اور فنون کے مشکل ترین سوالات کو آسانی سے حل کرنے لگتا ہے۔ اہل حق کا اس پر اتفاق ہے کہ شیخ اکبر کی تصانیف کے بکثرت مطالعہ سے قرب الٰہی میسّر ہوتا ہے۔ اکابر امت نے علی الاعلان بیان کیا ہے کہ شیخ اکبر محی الدین ابن عربیؒ ولایت عظمیٰ اور صدّیقیت کبریٰ پر فائز تھے۔

Digitized by : Ibn Arabi Foundation

حضرت شیخ جلال الدین سیوطیؒ فرماتے ہیں کہ امام ابن عربیؒ عارفوں کے مربّی ہیں۔ تنزّلات کی روح اور نبیٔ عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم بقدم چلنے والے ہیں۔ امام فخرالدین رازیؒ فرماتے ہیں۔ امام ابن عربیؒ بہت بڑے جلیل القدر ولی اللہ تھے۔ حضرت سبکیؒ فرماتے ہیں کہ ابن عربیؒ آیۃٌ من آیات اللہ تھے۔ اس زمانے میں علم وفضل کی کُنجی ان کے ہاتھ میں تھی۔ حضرت سراج الدین بلقینی سے لوگوں نے پوچھا کہ امام ابن عربیؒ کیسے تھے فرمایا: خبردار! ان کے کسی کلام کا انکار نہ کرو ..... ان کی عبارات میں روابط اور اشارات ہوتے ہیں بہت سے امور اور رغوامض مخفی ہوتے ہیں اور ان کی طرز تحریر میں اکثر مضاف محذوف ہوتا ہے اس کو خود شیخ یا ان کے جیسے لوگ ہی جانتے ہیں۔

شیخ الاسلام مجدالدین فیروزآبادیؒ نے فرمایا: میری تحقیق اور میرا دین اور میرا قول یہ ہے کہ محی الدین ا[illegible] یؒ طریقت کے علماً اور حالاً امام اور عرفاً و اصلاً تحقیقات می[illegible] تھے۔ اور عارفوں کے علم کو فعلاً اور اسماً زندہ کرنے والے تھے۔ ان کی دعا یا بددعا ساتوں آسمان و زمین کو پھاڑ کر اثر کرتی ہے۔ اور تمام آفاق کے موجودات ان کے برکات سے مستفیض اور معترف ہیں اور وہ بے شک ہماری تعریف سے بڑھے ہوئے ہیں۔ حضرت مجدالدین فیروزآبادیؒ نے مزید فرمایا ہے کہ قاضی القضاۃ شیخ شمس الدین خوئجی شامی علیہ الرحمۃ غلاموں کی طرح شیخ اکبرؒ کی خدمت کرتے تھے اور قاضی القضاۃ مالکی پر جب شیخؒ کی ایک نظر پڑی تو انہوں نے منصبِ قضا کو ٹھکرا دیا۔ اور شیخ اکبرؒ کے قدم بقدم چلنے لگے۔ اور اپنی صاحبزادی کو ان کے نکاح میں دے دیا۔

Digitized by : Ibn Arabi Foundation

شیخ اکبر حضرت ابی بکر محمد بن علی محی الدین ابن عربیؒ خود اپنے لئے فرماتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک جتنے انبیاء گزرے ہیں ان سب کو میں نے دیکھا اور کُل اہلِ ایمان عام وخاص کو میں نے دیکھا اور جتنے لوگ ہو گئے اور ہوں گے سب کو میں نے پہچانا اور پشتِ آدمؑ میں جتنے اہلِ سعادت تھے ان سب کی معرفت اور شمار اللہ تعالیٰ نے مجھے عنایت کی۔

اپنی تحریروں کے ضمن میں فرماتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے فرماتے ہیں کہ تو ایسا کر اور ایسا کہہ اور میں اپنے علم اور مشاہدے سے کوئی بات سوائے حکمِ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے نہیں کہتا ہوں۔

شیخ اکبر ابن عربیؒ کے محامد ومحاسن پر اکابر امت کی تصانیف بکثرت ہیں اور اس مختصر تحریر میں ان کا ذکر ممکن نہیں ہے۔

احقر مشتاق نے تصوف کی کتابوں کا بہت زیادہ مطالعہ کیا۔ اکثر مشائخ کی کتب پڑھیں، ان پر عمل کیا۔ گہرائی سے غور کیا ان میں سے حضرت امام غزالیؒ ابو طالب مکیؒ حارث محاسبیؒ ابو نعیم کی کتاب الحلیہ حضرت پیران عبد القادرؒ حضرت سہروردیؒ حضرت یافعیؒ کی کتب حضرتؒ جامیؒ خواجہ عبد اللہ انصاری قاشانی شاہ ولی اللہ دہلویؒ حضرت مجدد الف ثانیؒ حضرت سلطان باہوؒ اور مولانا رومیؒ مگر امام ابن عربیؒ کا جب مطالعہ کیا تو ان سب سے آگے پایا۔ یہ صرف علم ہی نہیں حال ہی حال ہے مشاہدہ معائینہ ہے۔ اور ابن عربی کی کتابوں خصوصًا فتوحات میں علم کا بحر ذخار ہے بحر بیکران ہے امام ابن عربی نے عالمِ انفاس، عالمِ اقطاب عالمِ ارواح، عالمِ برزخ، عالمِ خلق، عالمِ امر پر عجیب انداز میں پردے

Digitized by : Ibn Arabi Foundation

اٹھائے ہیں یہ علم خالص لدنی ہیں کسی انسان کے بس میں نہیں کہ وہ ان کا احاطہ کر سکے۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاۗءُ ابن عربی رح نے فتوحات میں جو علوم شمار کرائے ہیں ان کو پڑھ کر ہی آدمی حیران ہوجاتا ہے۔ اقطاب ابدال اغواث اوتاد کی اقسام پڑھکر حیران ہوجاتا ہے امام ابن عربی رح کی کتب پڑھنے سے محویّت طاری ہوتی ہے ذوق وشوق بڑھتا ہی چلاجاتا ہے مزید گہرائی میں آدمی اُترتا چلاجاتا ہے۔ رُوحانیت میں اضافہ ہوتا چلاجاتا ہے دل میں وسعت پیدا ہوتی ہے رُوحانیت سے انسان مالا مال ہوجاتا ہے وحدت الوجود کے عقیدے سے آدمی ہر فکر بے چینی پریشانی سے نجات پالیتا ہے اللہ کی محبت بے حد پیدا ہوجاتی ہے خلاصہ یہ کہ امام ابن عربی رح بحر العلوم والحقائق اور شریعت طریقت کا مجمع البحرین ہیں۔

لوح محفوظ است پیش اولیاء
ان چہ محفوظ است محفوظ از خطا

امام شعرانی رح فرماتے ہیں ”... مجھے معلوم ہو کہ میں نے اہلِ کشف کے کلام پر مبنی رسائل کا اتنا مطالعہ کیا ہے کہ گنتی نہیں ہوسکتی اور میں نے انکی عبارات میں وہ وسعت نہیں دیکھی جو کہ شیخ کامل، المحقق ہمزی العارفین الشیخ محی الدین ابن عربی رح کی عبارت میں ہے۔“

مجمع شریعت وطریقت قطب ربّانی ہیکل صمدانی العارف باللہ سیّدی عبدالوھاب الشعرانی قدس سرہ النورانی فرماتے ہیں کہ امام ابن عربی رح کتاب وسنّت کے پابند تھے اور فرماتے تھے ”کہ جس نے لمحہ بھر کے لئے شریعت کی ترازو اپنے ہاتھ سے گرادی ہلاک ہوگیا“ (الیواقیت والجواہر)

حضرت شیخ مجدالدین فیروز آبادی رح فرماتے ہیں کہ بعض لوگوں نے خود

Digitized by : Ibn Arabi Foundation

گمراہی پر مبنی عقائد اور علماء اسلام کے اجماع کے خلاف مسائل درج کر کے ابن عربیؒ کی طرف منسوب کر دیئے جبکہ امام ابن عربیؒ اس سے بری تھے۔

حضرت امام شعرانیؒ نے اپنی عظیم ترین کتاب الیواقیت والجواہر میں حضرت ابن عربیؒ پر اعتراضات کے تفصیلی جوابات دیئے ہیں اور اکثر جوابات بڑے اساطین واکابر محقق مشائخ کی طرف سے دیئے ہیں، جن لوگوں کو ابن عربیؒ پر اعتراضات ہیں وہ ضرور الیواقیت والجواہر کا مطالعہ کریں ان شاء اللہ غبار چھٹ جائے گا۔

جسد و روح:

۵ ستمبر ۱۹۵۰ء: آج شیخ اکبر کی مجلس میں حاضری کی برکت حاصل ہوئی۔ فرمار ہے تھے
ہمارے اجسام کیا ہیں، ہماری روحوں کے یہ تابوت اور ان کی یہ قبریں ہیں اور اسی لیے ان قبو
نے روح کے مشاہدے سے آدمی کو محروم رکھا ہے۔ مگر جب اس کی قبر کو چھوڑ کر روح جدا
ہو جائے گی اور یہ جدائی انفعالی نہیں ہوتی بلکہ فنا کی جدائی ہوتی ہے پس جب اجساد کے
مشاہدے سے روح فنا ہو جائے گی۔ یعنی توجہ اجساد کی طرف روح نہ رہے گی تو بینائی کی ذاتی
صفت چوں کہ روح میں ہے اسی قوّت سے وہ اپنی ذات کا مشاہدہ کرے گی۔ اور اب اپنے
نفس کی معرفت آدمی کو حاصل ہوگی تب اس سے اپنے رب کی معرفت کو روح پائے گی۔

شیخ نے فرمایا:

"پس اس وقت تو اپنی ذات اور رب کی ذات کا علم یقین ہے کہ اس علم یقین سے
جسد کو چھوڑ کر آدمی یقین کی آنکھ سے اپنے آپ کو اور رب کو پائے گا۔ اسی کو "عین
الیقین" کہتے ہیں۔ پھر جب آدمی واپس نہ جائے گا تو اس یقین کو حاصل کرے گا
جس کا نام حق الیقین ہے۔ الحاصل علم الیقین کی طرف اور عین الیقین سے
حق الیقین کی طرف آدمی منتقل ہوگا۔ جسد کو چھوڑنے کے بعد اپنی ضریح میں جب
منتقل ہوتا ہے تو اس وقت "علم الیقین" کی طرف واپس نہ ہوگا۔" (ج ۳ ص ۵۱۲)

(روحانی مجالس ابن عربیؒ۔ حضرت مولانا مناظر احسن گیلانی)

Digitized by : Ibn Arabi Foundation

علمِ تصوّف اور ابنِ عربیؒ

شیخ اکبر علیہ الرحمۃ کی تصنیفات ہم عصر ادبی، علمی اور دینی موضوعات کا احاطہ کئے ہوئے ہیں لیکن جس موضوع پر شیخ کی گرفت سب سے زیادہ ہے اور جو آپ کی پہچان ہے وُہ علمِ تصوّف ہے، نثر ہو یا نظم شیخ کا سیال قلم تصوّف کے رموزُ غواض سے پردے ہٹاتا جاتا ہے اور ایسے ایسے علوم و معارف کی نشاندہی کرتا ہے جس کی صرف تفہیم ہی علم کا سرمایہ ہے شیخ نے اپنی ابتدائی زندگی ہی سے قلم تھام لیا تھا اور وقت کے ساتھ ساتھ اس پر آپ کی گرفت مضبوط ہوتی گئی لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ عالمِ بالا کا یہ راہی جس قدر بلند تر ہوتا گیا قاری کے لئے مسائل اور دِقتیں پیدا ہوتی گئیں، "فصوص الحِکَم" جو آپ کے دورِ آخر کی یادگار ہے عُلماء و طلباء کے لئے چیلنج ہے اور صدیوں سے اربابِ بصیرت اس کی توضیحات میں مُستغرق ہیں، "پختہ فکر" کے رشحاتِ قلم پختگیٔ فکر کے طالب ہیں اور ہر کہ دمہ کو اس لاہوتی سفر کی قوّت حاصل نہیں ہے۔

فیضانِ نبویؐ اور ابنِ عربیؒ

شیخ علیہ الرحمۃ کی تمام تصنیفات لائقِ مطالعہ ہیں لیکن

Digitized by : Ibn Arabi Foundation

ان میں فصوص الحکم، الفتوحات المکیہ، مفاتیح الغیب، شجرۃ الکون، محاضرۃ الابرار و مسامرۃ الاخیار، مواقع النجوم اور دیوان شعر کو بہت پذیرائی حاصل ہوئی ہے، کہتے ہیں کہ ۶۲۷ھ کو شیخ علیہ الرحمۃ نے ایک خواب میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی، آپ کے ہاتھ میں ایک کتاب تھی، شیخ علیہ الرحمۃ کے استفسار پر آپ نے اُس کا نام فصوص الحکم بتایا، آپؐ نے یہ کتاب شیخ ابن عربی کو دی اور فرمایا اسے لوگوں تک پہنچا دو، یہ ایک اشارہ تھا جس کی تعمیل میں شیخ نے فصوص الحکم تحریر کی، خواب، شیخ کی زندگی میں بڑی اہمیت کے حامل ہیں اور آپ نے اپنی تالیفات میں متعدد مقامات پر خوابوں کا ذکر کیا ہے، علامہ المقری نے نفح الطیب میں لکھا ہے کہ " ومن تالیفہ مجموع ضمنہ منامات رای فیہا النبی صلی اللہ علیہ وسلم وما سمع منہ ومنامات قد حدث بہا عمن راٰہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم "۔ یعنی آپ کی تالیفات میں ایک کتاب ایسی بھی ہے جس میں آپ نے اُن خوابوں کا ذکر کیا ہے جن میں آپ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا وہ اور جو اُن سے سُنا درج کیا ہے اور ایسی خوابیں بھی درج کی ہیں جن میں اُن اصحاب کا ذکر ہے جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا "۔

ابنِ عربیؒ کی شہرۂ آفاق الفتوحات المکیّہ

الفتوحات المکیہ، شیخ اکبر کی وُہ ضخیم تصنیف ہے جو بڑے سائز کی ۸ جلدوں پر محیط ہے، اس کتاب کی تصنیف شیخ کی مکہ مکرمہ آمد کے ساتھ ہی شروع ہو

Digitized by : Ibn Arabi Foundation

گئی تھی ۹۸ ھ میں فتوحات کی ابتداء ہوئی اور سفر و حضر میں جاری رہی تیس سال کے طویل عرصے میں جب کہ شیخ نے عالم اسلام کے ہر اہم تعلیمی و تہذیبی مرکز کی سیاحت کر لی تھی اور ہر قابل ذکر عالم و صوفی سے استفادہ کیا تھا یہ کتاب مکمل ہوئی، ۶۲۹ ھ اور بعض کے خیال کے مطابق ۶۳۵ ھ تک کتاب کی تکمیل ہوئی۔ بعض عارفان حال کا بیان ہے کہ آپ اس تمام عرصے میں ہر روز تین ورق لکھا کرتے تھے اور یہ معمول سفر و حضر میں ترک نہ ہوتا تھا۔ الفتوحات المکیہ شیخ کے نظریات کی حامل کتاب ہے جس میں علمی فوائد اور دینی مباحث کو اچھوتے مگر دلپذیر انداز سے پیش کیا گیا ہے۔ پوری کتاب پر متصوفانہ نظریات کی چادر تنی ہوئی ہے، علم تصوف کے بنیادی حقائق اور ضروری مباحث شرح و بسط کے ساتھ بحث کی گئی ہے۔

شیخ اپنی علمی جلالت اور روحانی عظمت کے تمام مظاہر کے ساتھ کتاب میں جلوہ گر ہیں بسا اوقات اشہب قلم محو پرواز ہو جاتا ہے۔ اور ذہنی حوالہ معدوم ہوتے لگتا ہے، شیخ کی ذاتی صلاحیت کے حوالے سے یہ زمینی سفر ہو یا آسمانی پرواز اُن کی رفتار میں کہیں کمی نہیں آتی مگر قاری جو زمین کا باسی اور جہات و مظاہر کا اسیر ہے اِن تعینات کے پردوں سے دُور سے جھانکنے کی کم ہمت پاتا ہے اس لئے لغزش قدم کا خطرہ اُسے ہراساں کر دیتا ہے، یہی وہ مقامات ہیں جہاں عقل و شعور کی بھرپور قوت اور روحانی بالیدگی کا مستقل ساتھ چاہیئے انہیں معاملات کی وجہ سے بعض قاری دل برداشتہ بھی ہو جاتے ہیں اور کبھی کبھی بہکنے کا خطرہ بھی لاحق ہوتا ہے اس لئے مطالعے میں احتیاط چاہیئے اور توفیق کی دعا بھی، شیخ جب اپنے روحانی سفر میں مادیت کے خول سے

Digitized by : Ibn Arabi Foundation

نکلتے ہیں تو لفظ معانی کا احاطہ کرنے میں ناکام رہتے ہیں، حرف و صوت کی دنیا سے بے تصوریت کی فضائے لاہوت میں یہ شناختی استعارے بے کار ہو جاتے ہیں، یہ مشاہدات کی دنیا ہے، یہ واردات کا ہنگام ہے اس لئے قاری تفہیم مطالب میں حرفی حوالوں سے تسکین نہیں پاتا، یہ تحریر کا الجھاؤ نہیں لفظوں کی بے بسی ہے اور قاری کو ایسی ژولیدگی کے لئے پہلے سے تیار ہونا چاہیئے مگر بعض کوتاہ بین اپنی کوتاہیوں کو شیخ کی تحریر کے سقم کی شکل میں دیکھنے کے عادی ہیں اور چاہتے ہیں کہ مادہ گزیدگی کے باوجود مشاہدات ازلیہ اُن کے حیطۂ نظر میں سما جائیں۔ یہی وہ بُعد ہے جو بعض قاری شیخ کے کلام میں محسوس کرتے ہیں حالانکہ شیخ کے اسلوب نگارش کی اہلِ فن نے جی بھر کر تعریف کی ہے ابن مسدی کہتے ہیں: انه كان جميل الجملة والتفصيل، محصلاً لفنون العلم اخص تحصيل وله في الادب الشأو الذي لا يلحق والتقدم الذي لا يسبق۔

(نفح الطیب الجزء الثانی ص ۳۶۲)

کہ مجموعی طور پر با تفصیل میں وہ صاحب جمال ہیں علم کے تمام فنون میں مہارت خاصہ رکھتے ہیں، ادب میں وہ بلند مقام پایا ہے کہ کوئی وہاں تک نہیں جا سکتا اور ایسی سبقت انہیں حاصل ہے جس کے آگے نہیں جایا جا سکتا، امام ذہبی انہیں قائلین وحدۃ الوجود کا سالار کہتے ہیں، وحدۃ الوجود کا تصور اپنے اندر جو قوت استدلال رکھتا ہے شیخ اس سے بخوبی آگاہ ہیں بلکہ یہ کہا جائے کہ اس تصور کو وقار آپ کی ذات سے ملا ہے تو مبالغہ نہ ہوگا۔

الفتوحات المکیّۃ اسرار و معارف کا لامتناہی سمندر

الفتوحات المکیہ، کی تصنیف نے دمشق میں ایک

Digitized by : Ibn Arabi Foundation

ہنگام بپا کر دیا۔ اہلِ علم کھینچے چلے آئے، اربابِ اقتدار نے نوازشوں کی بارش کر دی، اصحابِ دولت نذرانے لئے حاضر ہوئے، فتوحات نے ہر دل کو مسخر کر لیا اور شیخ کا گھر مال و دولت کی کثرت سے خزانہ شاہی سے چشمک کرنے لگا علامہ المقری کا بیان ہے کہ گورنر حمص اس تالیف کے دوران میں ہر روز سو درہم نذر کرتا رہا اور ابن النز کی ہر روز تیس (۳۰) درہم حاضر کرتا رہا لیکن "فما ادخر منها شیئاً" ان میں سے آپ نے کچھ ذخیرہ نہ کیا بلکہ "فکان یتصدق بالجمیع" سب کا سب صدقہ کر دیا۔ صاحبِ فتوحاتِ مکیہ کو بھلا اس دولتِ دنیا کی کیا حرص ہو سکتی تھی، صاحبِ اسرار و انوار مائلِ درہم و دینار نہیں ہوتا۔

ابواب وفصول الفتوحات المکیہ پانچ سو ساٹھ ابواب پر مشتمل کتاب ہے جس کو چھ فصلوں میں منقسم کیا گیا ہے تاکہ موضوعات کی ترتیب میں منطقی اور استدلالی پیش رفت قائم رہے فصلِ اول علمِ تصوف کے بنیادی مباحث یعنی معارف کو محیط ہے اس میں روح کی ماہیت کے بیان سے ھبوطِ روح کی منازل اور اجساد کی تخلیق و تشکیل کے بارے میں نہایت قابلِ قدر فکر انگیز معلومات مہیا کی گئی ہیں۔ یہ فصل درحقیقت کائنات و ربِ کائنات کے بارے میں اُن اسرار و خوائف کے بیان کے لئے وقف ہے جن سے مخلوق و خالق کے رابطوں کا ادراک اور ان کی عظمت کا احساس اُبھرتا ہے۔

فصلِ ثانی اعمالِ باطنہ اور انسانی قلب و نظر پر اُن کے اثرات کی اہمیت کے بیان کے لئے مخصوص ہے۔ خصائصِ حسنہ اور شمائلِ ذات کے ہر پہلو کو اس میں شامل کیا گیا ہے۔ اس طرح یہ فصل جوہرِ انسانیت کے لئے دستور العمل بن گئی ہے۔

Digitized by : Ibn Arabi Foundation

فصل ثالث میں احوال کا بیان ہے، اس میں ذات کے احوال اور اُن پر مُترتب ہونے والے اثرات کا تذکرہ ہے"

فصل رابع میں منازلِ حقیقت پر بحث ہے، یہ دراصل حقائق ذات کے مختلف مظاہر ہیں جن میں حقیقۃ الحقائق جاری و ساری ہے، فصل خامس میں منازلات کی وضاحت ہے، یہ احوالِ ذات کے مقامات ہیں جہاں اَوصاف صُورتِ ظاہرہ میں مُتشکل ہوتے ہیں، آخری فصل میں مقامات کا تذکرہ ہے، سالک راہ حقیقت کے مقامات اُس کی صلاحیت کے حوالے سے مُتعین ہوتے ہیں اور آخر وہ اُس بلند ترین مقام محسوس کرنے لگتا ہے جو مقام محمّدی ہے جو مطلوبِ و مقصودِ کائنات ہے"

الٰہیات کائنات اسرار و مشاہدات

فصُول کی ترتیب میں نزُولی نُقطۂ نظر کا لحاظ رکھا گیا ہے کہ حقیقتِ مُطلقہ جو ماورائے فہم و ادراک اور وِجدان ہے. کی مظہریت کس طرح قدم قدم وجود کے قریب آتی جاتی ہے اور پھر کیسے وجُود ممکن، ان واجب حقیقتوں کے واسطے سے بلند تر ہو کر ارفع ترین مقام حاصل کر لیتا ہے، الفتوحات المکیہ کے معارف انسان کے ہر پہلو کو محیط ہیں، مادی وجُود، لاہُوتی مظہر اور حقائق اشیاء کی معرفت اور اس کے ہر مُمکن تعیّن کی معرفت ایک مُشکل مرحلہ تھا شیخ ان معارف، منازل اور مقامات سے بالفعل مُستنیر ہو کر اپنے تجربات کو شواہد و حقائق کی زبان میں بیان کرتے جاتے ہیں، مسائل دقیق بھی ہیں اور ان کی

Digitized by : Ibn Arabi Foundation

معرفت ذاتی حوالے بھی چاہتی ہے اس لئے ان کے مطالعہ میں عام قاری دقت محسوس کرتا ہے، شیخ چونکہ عالمِ بالا کے راہی ہیں اُن کی نظر فلسفیانہ مباحث اور مادی عوائق پر بھی ہے اور سب سے بڑی بات کہ اُن کا مطمحِ نظر کسی جدلیاتی بحث میں اُلجھنا یا فلسفۂ الٰہیات کے مدارج کا شمار نہیں رہتے۔ اُن کا طریق اخذ نظریاتی نہیں وارداتی ہے، ذاتی تجربات اور مشاہدات نے اُن کی نظر کو صیقل کر دیا ہے اس لئے اُن کا طریقِ فکر فلسفیانہ نہیں متصوفانہ ہے، اُن کی رُوحانی پرواز میں اُن کی ذات کی جھلک نمایاں ہے اسلئے معرفت کا سان ہو یا منازل اُن کا لہجہ پُر اعتماد رہے، قاری ایسے اعتماد سے عاری ہے اس لئے لغزشِ قدم کا خطرہ اور اس بے یقینی سے عدم تفہیم کا گلہ پیدا ہونا بدیہی ہے اسی لئے کہا جاتا ہے کہ شیخ کی کتب کے مطالعہ کے لئے سالہا سال کی ذہنی تیاری درکار ہے، مبتدیوں کے لئے اس میں خطرہ بھی ہے اور بدظنی پیدا ہونے کا امکان بھی کہ یہ منتہی اصحاب کے مطالعے کی چیز ہے، شیخ علیہ الرحمۃ اپنے سفرِ رُوحانی میں طائرِ لاہوت کی طرح سرگرمِ پرواز ہیں اور بعض اوقات وہ اس پرواز میں اس قدر دُور نکل جاتے ہیں کہ مادیت گزیدہ ذہن اُسے نقطۂ موہوم سمجھنے لگتا ہے۔ یہ کوتاہ بینی ہے اس سے طائرِ ملکوت کی پرواز تو متاثر نہیں ہوتی۔

مقاماتِ ابنِ عربیؒ اور تنقیدات کی حقیقت

کم نظری قاری کی وسعتِ نظر کا نقص ہے مگر انسانی فطرت ہے کہ وہ جہاں تک جانے سے قاصر ہوتا ہے اُس پر تشکیک کے تیر پھینکنے لگتا ہے اور

Digitized by : Ibn Arabi Foundation

اپنی کوتاہیوں کی پردہ پوشی کے لئے بھیانک الزامات بھی تراشتا ہے۔

شیخ کے بعض قارئین کا انداز تحکیم بھی ایسا ہی ہے۔ مقام شیخ کی رفعت سے ناآشنا لوگ شیخ کے عقائد و تصورات میں خود ساختہ اُلجھنیں تلاش کرنے لگے، کبھی اُن کے فلسفہ وحدۃ الوجود کی آڑ میں اُن کے عقائد کو باطل قرار دیا گیا، تو کبھی موجودات کے تعین میں بے راہ روی کا طعنہ دیا گیا، کبھی ذاتِ الٰہی پر ایمان میں شیخ کو مضطرب بتایا گیا تو کبھی مقام رسالت کے اِدراک میں کوتاہ نظری یا بے باکی کا الزام لگایا گیا۔ حملہ کرنے والے وہ بھی تھے جو اُن کے ارفع خیالات تک بلند نہ ہو سکتے تھے اور وُہ بھی جو اپنی علمی بے بضاعتی کا کفارہ ادا کر رہے تھے۔ اس بات سے انکار نہیں کہ راہِ سلوک میں مشاہدات کا تفاوت عین ممکن ہے اور مُسافر کی ذاتی صلاحیت کو بھی اِس میں دخل حاصل ہے، اِس لئے اختلاف فطری ہے ایسا ہونا چاہیئے تھا اور ہُوا۔

بعض ہم منصب بزرگوں نے کئی مقامات میں رائے کے اختلاف کا حق استعمال کیا ہے۔ مگر یہ علمی مناقشت کے علاوہ روحانی پیش رفت کا تفاوت تھا۔

مگر حیرت اُن ساکن وجُودوں پر ہے جو زمین اور زمینی حوالوں سے بلند نہ ہو سکے جب کہ صاحبِ اسرار اور بلند بام سیار شش جہات پر حرف گیری کرتے رہے۔

شیخ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمام الزامات سے ماورٰی ہیں اور اُن کے فکر سے آشنا متعدد اصحاب نے اُن کے دفاع کا حق بھی ادا کیا ہے۔

سمندر اور قطرے

الفتوحات المکیہ کو مستشرقین کی مادی نگاہوں نے بھی اپنے مخصوص

Digitized by : Ibn Arabi Foundation

ماحول کے حوالے سے جانچنے کی کوشش کی ہے چنانچہ دائرہ معارف اسلامیہ (انگریزی) کا مقالہ نگار اسے Allegory قرار دیتے ہوئے اسے انسان کے بہشت تک سفر کی داستان بتاتا ہے اس۔ لئے دانتے (DANTE کی الہامی طربیہ (Divine Comedy) پر اس کی گہری چھاپ کا تذکرہ کرتا ہے۔ یہ فتوحات کی تدریس و تعلیم کا مادی حوالہ ہے اور مغربی ذہن اسی حوالے کو معتبر گردانتا ہے۔

حالانکہ شیخ کی سیر روحانی تمثیلاتی نہیں۔ یہ شیخ کا ہمہ گیر مقام ہے جس میں اُن کی باطنی قوتیں سربسر ہم رکاب ہیں، فتوحات کا ورق ورق شہادت دے رہا ہے کہ شیخ نے یہ سفر قرآن و حدیث کے سایوں میں کیا ہے اور کہیں بھی "انا" یا خود نگری حدود سے متجاوز نہیں "الکلمۃ" کے مفاہیم اور مراد میں اُن کا فکر قرآن کی تعلیمات کا محتاج ہے اور کہیں بھی غلط استنباط نے "واجب الوجود" کے حضور غلط روش اختیار نہیں۔ "انسانِ کامل" کا تصور بھی متعدد مفکرین کے ہاں مبہم ہے، شیخ اکبر کا انسان کامل فوق البشر ہرگز نہیں ہاں آپ اُسے "حقیقۃ الحقائق" یا "الحقیقۃ المحمدیہ" ضرور قرار دیتے ہیں اس طرح یہ فوق البشر کے بجائے خیر البشر کا روپ دھار لیتا ہے۔

Digitized by : Ibn Arabi Foundation

أَلَا بِذِكْرِ اللَّهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ

فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللَّهُ

سو اب کافی ہے تیری طرف سے اُن کو اللہ [ترجمہ حضرت شیخ الہند]

Digitized by : Ibn Arabi Foundation